www.khanqah.in

Visit us at: www.khanqah.in

ہفتہ وار

اشاعت کا چودھواں سال

14th year of Publication

مبلغ

The Weekly **MUBALLIG**

Srinagar Kashmir

سرینگر کشمیر

قیمت صرف 3روپے

24مئی 2013ء جمعۃ المبارک 13 رجب ۱۴۳۴ھ جلد نمبر: 14 شمارہ نمبر: 19

حضرت شیخ نورالدین نورانیؒ چھِ فرماوان:

اَتھِ زِہ وُٹھ کھور زِہ وُہرأوِتھ
نِنے دُزٕ یِیٖچ لولر ترٲوِتھ گَتھ
گرِے نِنَے سَمِتھ مُرٕ ناوِتھ
یِنَے اَند مزار ساوِتھ اَتھ

’’اے ابن آدم! تمہارا انجام یہ ہے کہ تم سے دُنیا کا سب کچھ چھین لیا جائے گا۔ اور پھر مٹھی بند اور پاؤں پھیلائے ہوئے تم کو قبرستان لیا جائے گا‘‘

سگریٹ، تمباکونوشی و دیگر منشیات کی تباہ کاریوں

سے انسانیت کو نجات دلانا ایک عظیم عبادت ہے

یہ اَمر مسلَّم ہے کہ دین اسلام انسانیت پر ربّ کریم کی طرف سے ایک ایسا لاثانی انعام اور نظام زندگی ہے۔ جس کے اپنائے بغیر انسانیت ہرگز فلاح نہیں پاسکتی ہے۔ صرف نا فرمان ہی اسلام جیسی عظیم نعمت کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ اسلامی شریعت پر نہ چلنا احکامِ خداوندی کو معمولی سمجھنا شریعت کا استحصال یا ناروا استعمال کرنا اسلام جیسی عظیم نعمت کی ناقدری ہے۔ ایسے ہی صحت اور تندرستی بھی عظیم نعمت ہے۔ صحت کی حفاظت کرنا اور صحت کی نعمت کو اللہ کی مرضی کے مطابق اس دُنیا میں استعمال کرنا اس کی شکرگزاری اور قدردانی ہے۔ اسی طرح مال بھی اللہ پاک کا دیا ہوا تحفہ وانعام ہے اور اس نعمت کو ناجائز اُمور پر خرچ کرنا اور اسراف اور تبذیر میں لگانا گناہِ عظیم ہے تو جو رقم سگریٹ وتمباکو و دیگر منشیات پر صَرف ہوتی ہے سراسر نافرمانی وناشکری اور معصیت کا کام ہے۔

کشمیر جس کو کبھی پیرواری کے لقب سے پکارا جاتا تھا، آج کل اس کی حالت یہاں تک اَبتر ہو چکی ہے کہ سالانہ تقریباً سات اَرب مالیت کے سگریٹ وارِدِ کشمیر ہوتے ہیں۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ وادی کے معروف روزنامہ نے گذشتہ برس ایک شمارے میں لکھا تھا کہ اس بدقسمت وادی میں منشیات کے تمام اقسام وانواع پر روزانہ بیس کروڑ روپے خرچ ہوتے ہیں، کسی عرب اسکالر نے کیا خوب کہا ہے ’’تحرّق نفسک ووطنک‘‘ کیا تم اپنی صحت اور وطن کو جلاتے ہو!؟۔ غرض اربوں روپے کی اتنی بڑی رقم خاکستر اور تباہ کر کے اور صحت عامہ کو برباد کر کے ساتھ میں شریعت کی نافرمانی یہ سب کچھ کرنے کے باوجود ہمیں ذرا سا بھی محسوس نہیں ہوتا ہے ؎

وائے افسوس ساری عمر چھلنی میں پانی بھرتے رہے
خیالِ خام میں یہ سمجھے کہ کارِ عظیم کرتے رہے

سگریٹ وتمباکونوشی اور دیگر منشیات میں ملوث ہونے سے نعمت اسلام، نعمت صحت اور نعمت مال ان تینوں نعمتوں کی ناقدری اور ناشکری ہوتی ہے۔ اور انسانی تاریخ اس چیز پر شاہد ہے کہ جس دَور میں بھی نعمتوں کی ناقدری ہوئی ہے اس وقت اللہ پاک کا قہر اور عذاب انسانوں پر نازل ہوا ہے۔ ربّ کائنات کا ارشاد ہے: ’’اے میرے بندو! اگر تم میری نعمتوں کی بےقدری کرو گے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔ سورۂ تکاثر میں یوں فرمایا گیا: ’’اور بات سنو! اُس روز تم سے سب نعمتوں کی پوچھ ہوگی!‘‘۔

اسلئے عالمی سطح پر دنیا بھر کے مختلف ڈاکٹروں، مذہبی اسکالروں اور علمائے حق کی طرف سے جو تحقیق اور رپورٹ منظر عام پر آئی ہے۔ یہ بہت ساری کتابیں تحریر ہوئی ہیں تو میڈیکل سائنس اور شرعی دلائل سے بھرپور حقائق اور کتابیں اور مقالات کے علاوہ اخبارات وجرائد جن میں مکمل طور پر اس عالمی اَلمیہ کو واضح کیا گیا ہے کہ تمباکونوشی صحت دُشمن، انسانیت دُشمن اور ہلاکت خیز نشہ ہونے کے علاوہ روحانیت کیلئے بھی بہت بڑا ناسور ہے۔

چونکہ اقوام عالم صرف صحت ہی کو اہمیت دے کر اسی کو سب کچھ سمجھ کر 31 مئی عالمی دن کے موقعہ پر ایک ہی پہلو یعنی سگریٹ نوشی جو مختلف قسم کی بیماریوں اور کئی طرح کے کینسر کا محرک اور باعث ہے بس اُسی ایک نقصان کا رونا روتے ہیں، لیکن شریعت کی رو سے اور قرآن وحدیث کے مکمل اور بھرپور دلائل سے یہ بات بالکل طے ہے کہ صحت کے علاوہ سگریٹ اور تمباکونوشی بیس سے زائد گناہوں اور نقصانات کا محرک اور باعث ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسانی معاشرے کیلئے تباہ کن اور مہلک ترین منشیات شراب، چرس، ہیروئن، براؤن شوگر اور نشیلی ادویات جیسی مہلک اشیاء کی طرف دھکیلنے کیلئے سگریٹ وتمباکونوشی پہلی سیڑھی کی حیثیت رکھتی ہے، اسلئے کہ تحقیق سے ثابت ہے کہ مذکورہ بدترین نشوں میں ڈوبنے والے پہلے سو فیصد تمباکونوش ہوتے ہیں۔

آپ حضرات یہ جان کر حیرت زدہ ہوں گے یہاں خطہ کشمیر میں بعض بدنصیب نشہ آور لوگ چوری، بھیک ودیگر جرائم میں ملوث ہونے کے علاوہ بلڈ بینکوں میں جا کر اپنی رگوں سے ناقابل استعمال اور پلید ترین خون فروخت کر کے اپنے لئے نشہ آور اَشیاء خریدنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ حد تو یہ ہوگئی ہے کہ اب یہ بھی سنا گیا کہ نشہ کے عادی بعض لوگ بوٹ پالش، گریس اور فلیوڈ روٹیوں پر بالکل مکھن کی طرح لگا کر کھا لیتے ہیں اور اپنا نشہ پورا کر لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ روزنامہ کشمیر عظمیٰ ۲۳ر اپریل ۲۰۰۷ کے شمارے میں درج ہے کہ ایک کشمیری نوجوان جو منشیات کا عادی تھا، اس نے پچیس ہزار روپے کے عوض اپنا گردہ فروخت کر ڈالا، جبکہ ڈھائی لاکھ روپے طے ہوئے تھے۔ لیکن آخر میں صرف پچیس ہزار روپے دے کر ہسپتال سے رخصت ہو کے ایک ہی گردہ پر زندگی گذار رہا ہے، موجودہ سماج میں جو بے راہ روی انتہا کی طرف بڑھ رہی ہے، اس کی بنیادی وجہ منشیات کا اندھادھند استعمال بھی ہے، کیونکہ منشیات کے استعمال سے عقل وشعور، تدبّر وتفکر جیسی نعمتوں کو نشیلا آدمی کھو بیٹھتا ہے ذلّت وعزّت، کامیابی وناکامی میں فرق کرنے سے قاصر رہتا ہے۔ اس طرح سے ہمارا معاشرہ منشیات کی خوفناک یلغار کے باعث ڈوبنے کے قریب ہے۔ ہائے افسوس کہ قوم اس عبرتناک حالت پر ترس کیوں نہیں کھاتی؟

اس طرح کے لرزہ خیز واقعات جو ہمارے معاشرے میں وَبا کی طرح پھیل رہے ہیں کیا ہمیں اَب بھی ہوش میں لانے کیلئے کم ہیں؟ کشمیر کے ہر شہر اور گاؤں میں منشیات کی وَبا تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہے، اقوام عالم سے کہیں زیادہ ہم یہ حق رکھتے ہیں کہ بحیثیت مسلمان انسانی دُنیا کو منشیات کے زہر قاتل سے آگاہ کریں، ربّ ذوالجلال کا ارشاد ہے: ’’اور نیکی اور پرہیزگاری کا ساتھ دیا کرو، گناہوں اور خدادُشمنی کا ساتھ مت دیا کرو۔‘‘ (المائدہ)

آخر میں سگریٹ تمباکو یا اور کوئی نشہ کرنے والے لوگوں سے دردمندانہ اپیل ہے کہ منشیات کے نتیجے میں کئی طرح کے گناہ اور نقصانات یا برائیوں کا ارتکاب اور دنیا وآخرت کی ذلت ورُسوائی کو سامنے رکھتے ہوئے آستین کے اس سانپ سے خود کو بچا کر انسانیت اور دین دُشمنی سے نجات پانے کیلئے بالکل اسی طرح چھوڑنے کا عزم مصمم اور پختہ ارادہ کریں جس طرح رمضان کے مبارک مہینے میں یکسر ترک کرنے کیلئے صبح سے شام تک وہ لوگ اس آفت سے نجات حاصل کرتے ہیں، اور یہ نفس کے ساتھ بہت بڑا جہاد شمار ہوگا۔ ؎

یاربّ پرچم جہاں میں توحید ہو
عزم ہو مومن کا پختہ قابلِ دید ہو

(بقیہ صفحہ 7 پر)

ضروری گذارش: محترم قارئین کرام! یہ اَخبار عام اخباروں کی طرح نہیں، اسلئے اس کا اَدب واحترام ہمیشہ قارئین پر واجب ہے۔ مدیر

www.khanqah.in

موبائل کی کہانی......خود اُس کی زبانی

مولانا محمد عمران پٹیل۔اُستاذ جامعہ قاسمیہ عربیہ،بھروچ

قابلِ قدر وقابلِ رشک طلبہ کرام!

آپ تمام حضرات مجھ بے روح ڈھانچہ کو بہت قریب سے جانتے ہیں، بلکہ کچھ بعید نہیں کہ عین اس وقت بھی میرے بارِ گراں سے آپ کی سفید قبا بوجھل ہورہی ہوگی، یقیناً مجھ جیسے: ''برائیوں کے پلندے'' اور ''بدنام زمانہ'' کی کیا مجال کی آپ جیسے نیک منش،سفید پوش ودستار بند علم وفضل سے آراستہ تقویٰ وپرہیز گاری سے پیراستہ بزرگوں کے سامنے کچھ لب کشائی کرسکوں! اور ویسے بھی مجھے اپنے دلداروں اور عاشق زادوں کی خدمت گذاری سے فرصت کہاں؟ لیکن بڑی مشکل سے ہمت جٹا کر موقع نکال کر اپنی اخلاقی جرأت کا ثبوت دیتے ہوئے ''وشہد شاہد من اہلہا'' اور ''وشہدو علی انفسہم'' کا نمونہ بنتے ہوئے کچھ کھری کھری اور دوٹوک باتیں آپ ''طالبان علوم نبوت'' کی خیر خواہی ومحبت میں آپ کے گوش گذار کرنا چاہتا ہوں اُمید ہے کہ دل کے کانوں سن کر عبرت حاصل کریں گے۔

رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی میں معاف
آج کچھ دَرد میرے دل میں سوا ہوتا ہے

حضرات! میری شخصیت کے کچھ مثبت پہلو یقیناً ایسے ہیں جن کی افادیت کسی کو شاید ہی اختلاف ہو! مثلاً میں مشرق ومغرب کے فاصلوں کو چشم زدن میں سمیٹ لیتا ہوں، میری برقی لہریں ہوا کے دوش پر سوار رہ کر حیاتِ انسانی کو ہمہ وقت متحرک وفعال رکھتی ہیں، میں آڑے وقت میں لوگوں کے کام نکالتا ہوں، مگر بایں ہمہ میں اپنے چھوٹے سے وجود میں سینکڑوں برائیوں کا ایک طوفان بلاخیز لیے پھرتا ہوں، جس کی زد میں آکر بے شمار لوگ ہلاک وبربادی کی نذر ہوچکے ہیں، اوران پر ''خسر الدنیا والآخرۃ'' کی مہر لگی چاہتی ہے،ان ہی ہلاکت خیزیوں کی باعث مجھے خواہی نہ خواہی یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ میں ''واثمہما اکبر من نفعہما'' کا صدفی صد مصداق ہوں،تو لیجئے! آپ کی قیمتی وقت ضائع کیے بغیر مشتے از خروارے کے طور پر اپنی چند فتنہ سامانیاں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں، میری حقیقت سے نقاب کشائی کیلئے یہی بہت کافی ہیں۔

۱) میں اپنے اندر عریانیت وبے حیائی کے وہ مناظر رکھتا ہوں، جن سے بے شمار شریف کہے جانے والے لوگوں کی قبائے حیا تارتار ہوکر رہ گئی ہے۔

۲) بہت سے وہ لوگ جو اپنے خدا سے راز ونیاز کی باتیں کرنے کیلئے خلوتیں تلاش کرتے تھے وہ میرے دام تزویر میں ایسے پھنسے کہ اب وہ میری ہی معیت ورفاقت کی شراب سے اپنے کام ودہن کی لذت کا سامان کرنے لگے ہیں، اور شیطان ان پر قہقہے لگا رہا ہے۔

۳) بظاہر میں خاکی پتلے کا غلام اور انسانی انگلیوں کا تابع ہوں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ انسانوں کے قلب ودماغ پر میری حکومت وبالادستی کا ڈنکا بجنے لگا ہے، میری اداؤں کا جادو اِن کے جسم وجان پر چھائے جارہا ہے، جس سے مسحور ہوکر لاکھوں انسان اپنے مقصد ہدف سے غافل ہوچکے ہیں اور میرے عشق میں ڈوب کر افکارِ پریشاں اور احوالِ پراگندہ کو اپنی تقدیر بناچکے ہیں۔

۴) جس طرح ملک ''اکال الامم'' کہلاتا ہے اسیطرح آپ مجھے ''اکّال الاوقات'' کہہ سکتے ہیں، اسلئے کہ اَب تک میں نوع انسانی کے بیش بہا اوقات کا اتنا بڑا حصہ ضائع کرچکا ہوں، جس کے شمار سے مشینیں بھی عاجز ہیں، اگر وہی لمحے تعمیری ومفید کاموں میں صَرف کیے جاتے تو دینی ودُنیوی ترقی کی اَن گنت منزلیں سر کی جاسکتی تھیں۔

۵) میرا ایک مشن اہم یہ ہے کہ مسلمانوں کی جیبوں سے اسلامی تشخیص کی حامل اَشیاء کا بوجھ ہلکا کرنا ہے، چنانچہ جس جیب میں میرا آشیانہ ہوتا ہے وہاں سے تسبیح ،مسواک اور عطر وغیرہ جیسی گراں قدر چیزیں رخصت ہوجاتی ہیں، یہی نہیں بلکہ بہت ساری جیبوں سے روپیوں کا بوجھ بھی کم کردیتا ہوں، چنانچہ آپ نے مشاہدہ کیا ہوگا کہ میری برکت سے آپ کے اولیاء کی حلال وپاکیزہ کمائی ''ریچارج:'' اور ''انٹرنیٹ پیک'' کے سانچوں میں ڈھل کر بڑی آسانی سے فضاءِ آسمانی میں بکھر جاتی ہے۔

٦) آپ میری زہرنا کی کا اندازہ اس سے لگا سکتے ہیں کہ اَب تک ہزاروں مرد وعورت کے درمیان اَن گنت ناجائز بے حجابانہ تعلقات قائم کرنے میں میرا کردار کلیدی رہا ہے، کتنی ہی باحیا دوشیزائیں میرے توسّط سے بے حیائی میں مبتلا ہوکر اپنے دامنِ عصمت کو داغ دار کر بیٹھی ہیں، اُن کے اولیاء کیلئے رسوائی کے مارے گھر سے باہر قدم نکالنا دوبھر ہوچکا ہے، بے شمار شادی شدہ خواتین میر ذریعہ غیروں کی آشنائی کا شکار ہوئی ہیں، اُن کے ہنستے کھلتے خاندان اُجڑ گئے، کتنے ہی شوہر محض میرے وجود کی نحوست سے اپنی رفیقہ حیات سے بدگمان بنے ہوئے ہیں۔

۷) اور سُنئے! میری اسکرین پر فحش فلموں اور عریاں تصویروں کے مزے لے کر بہتیرے بچے قبل از وقت غیر فطری طور پر بلوغ کی دہلیز پر قدم رکھ چکے ہیں، جب کہ لاتعداد نوجوان شہوانی خیالات سے بے قابو ہوکر ایسی حرام کاریوں میں مبتلا ہو کہ بس، خدا کی پناہ! اَب اُن کے کھاتے میں کبیرہ گناہوں اور بہہ جانے والی جوانی پر لاحاصل حسرتوں کے سوا کچھ نہیں بچا، شیطان اتراتا پھر رہا ہے، کہ اس نے نوجوانِ مسلم کو جو کبھی سیف وسنان کا دھنی ہوا کرتا تھا طاؤس ورَباب کا رسیا بنا کر چھوڑا ہے۔

۸) اور ہاں! میرا حلقہ اَثر اس حد تک وسیع ہوچکا ہے کہ مسجدیں، خانقاہیں، دینی مراکز اور موقر جلسے بھی میرے زیر اَثر آچکے ہیں، میں نے نمازیوں کا خشوع غارت کردیا، خلوت گزیں صوفیوں کی خلوتوں پر ڈاکے ڈالے، ذاکرین کے ذکر میں رخنے ڈال کر اُسے بے حقیقت بنایا، طلبہ سے توجہ وانہماک چھین کر اُنھیں علم کی لازوال دولت سے محروم ہونے پر مجبور کردیا، پُروقار مجلسوں کی سنجیدگی ومتانت کو اپنے دل کش ترانوں سے منتشر کردیا۔

سفینہ اُمت کے ملاّحو! آپ ہی بتائیے کہ کیا زندگی کا کوئی شعبہ بھی بچا ہے جسے میں نے اپنی فن کاروں سے فساد اور بگاڑ کی آماجگاہ نہ بنایا ہو؟ عزیز طلبہ! مذکورہ تلخ حقائق خود میری زبانی سننے کے بعد بھی کیا آپ جیسے غیر مندلوگوں کی رگِ حمیت حرکت میں نہیں آرہی ہے؟

میرے پیارو! آخر کوئی تو وجہ ہے کہ بہت ساری عصری تعلیم گاہوں نے، جن کا منتہاءِ مقصود دُنیا اور مادّہ ومعدہ کے سوا کچھ نہیں، میری تخریب کاریوں سے عاجز آکر مجھے اپنے احاطوں سے باہر دھکیلنے پر اتفاق کرلیا ہے، عصری تعلیم میں مشغول بے شمار دُور اندیش اور سود وزیاں سے باخبر طلبہ مجھے اپنا دُشمن جان کر دُور ہی سے سلام کرنے لگے ہیں، تاکہ اُن کی تعلیم کا حرج نہ ہو، لیکن ہائے اَفسوس! پیارے بھائیو! میرا کلیجہ منہ کو آتا ہے کہ جب میں یہ روح فرسا منظر دیکھتا ہوں کہ آپ جیسے سفید پوش طلبہ علم دین کے حصول سے غافل وبے زار ہوکر مجھے اپنے ہاتھوں کی زینت بنائے ہوئے ہیں اور میرے وجود میں گم ہوکر اپنے خوابوں کی دنیا تلاش کرتے ہیں، اس وقت میرا دِل کڑھتا ہے، میری بے کلی بے چینی کی کوئی انتہا نہیں رہتی، اور بے ساختہ یہ دُعا زبان پر آجاتی ہے کہ بار اِلٰہی! مجھے اس ہونہار طالب علم (جسے دُنیا مہمانانِ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مقدس نام سے جانتی ہے) کی ہلاکت وبربادی کا ذریعہ نہ بنا، خدایا! اگر یہ ضائع ہوگیا تو تیرے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اُمت کے رِستے ہوئے زخموں پر مرہم رکھنے والا کون رہ جائے گا؟

مجھے اُمید ہی نہیں، بلکہ یقین ہے کہ آپ جیسے مہمانانِ رسول (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی مخلصانہ آمین سے یہ دُعا ضرور قبول ہوگی۔

تاریخی کالم

نبی کریم ﷺ کی جائے ولادت

مكة المكرمة

مکہ مکرّمہ مملکت سعودی عرب میں حجاز کے جنوبی حصے میں واقع ہے، بقولِ سید سلیمان ندویؒ ''یہ مقدس شہر ایک مردِ ضعیف (ابراہیم علیہ السّلام) کا بنا کردہ ایک نوجوان پیغمبر (اسمٰعیل علیہ السّلام) کی ہجرت گاہ اور ایک یتیم نبی (محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی جائے ولادت ہے۔'' مکہ سطح سمندر سے تقریباً 330 میٹر بلند ہے شہر اَساساً شرقاً غرباً 3 کلومیٹر لمبا اور شمالاً جنوباً تقریباً ڈیڑھ کلومیٹر چوڑا ہے، شہر مکہ کو اس لحاظ سے حرم کہتے ہیں کہ یہ حرمت اور عزت والا مقام ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سے ڈھائی ہزار برس پہلے یہ مقام کاروانِ تجارت کی ایک منزل گاہ تھا، سترھویں صدی قبل مسیح میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اپنی اہلیہ ہاجرہ اور اپنے فرزند اسمٰعیل علیہم السّلام کو حکم ربّی سے یہاں لاکر آباد کیا، باپ بیٹے نے اللہ کے نام پر یہاں ایک عبادگ گاہ بنائی جسے کعبہ کہا جانے لگا۔اس مقدس عمارت کی ساخت مکعب نما ہے، لہٰذا یہ کعبہ کہلائی کیونکہ عربی میں چھ یکساں مربع پہلوؤں والا پانسا مکعب یا کعبہ کہلاتا ہے۔فرزندانِ اسمٰعیل کی اولاد ایک مدت یہاں بالادست رہی۔ کعبہ کی تولیت انہی کے پاس تھی۔اس کے بعد قحطانی قبیلے بنو جرہم نے غلبہ حاصل کیا اور بنو اسمٰعیل میں سے عدنان کی پندرہویں پشت میں تھے، 440ء میں دوبارہ مکہ پر قبضہ حاصل کرلیا، انہوں نے یہاں مشترکہ حکومت کی بنیاد رکھی اور درج ذیل عہدے قائم کیے:

۱) رفادہ (حجاج کی ضیافت) (۲) سِقایہ (حاجیوں کو پانی پلانا) (۳) حجابہ (غلاف کعبہ کا اہتمام اور چوکیداری) (۴) قیادہ۔ (۵) قومی نشان لواء (پرچم) (٦) قومی مجلس جسے ندوہ یا دار الندوہ کہتے تھے۔

امور مملکت اور حکومتی عہدے ایک ایک شیخ خاندان کے سپرد کیے گئے۔شہر کے علاوہ بنو اسمٰعیل شہر کے آس پاس بھی آباد تھے، مکہ کے جنوب کی پہاڑیاں قبیلہ ہذیل کا مسکن تھیں۔جنوب کی طرف وادی القریٰ کے اطراف میں قبائل کنانہ رہتے تھے۔مکہ کے پاس جبل حبشی کے دامن میں حبشی قبائل آباد تھے۔(تاریخ ارض القرآن:۸۲)

بکّہ اور مکّہ: مکہ کا قدیم اور اصل نام بکّہ ہے جیسا کہ سورۂ آل عمران آیت 96 میں ارشاد خداوندی ہے: ''پہلا متبرک گھر جو لوگوں کیلئے بنادیا گیا وہ بکّہ تھا'' یہ شہر تہامہ کے مشرق میں جدّہ سے تقریباً 64 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ مکہ مکرمہ کو بلد الامین، ام القریٰ، بیت العتیق اور بیت الحرام بھی کہا جاتا ہے۔(ام القریٰ کی نسبت سے مکہ میں ایک جدید یونیورسٹی کا نام بھی اُم القریٰ ہے۔) یاقوت حموی معجم البلدان میں لکھتے ہیں کہ ابتداء میں حرم کعبہ کی عمارت کا نام مکہ تھا، بعد میں پورے شہر کو مکہ کہا جانے لگا۔ مکہ معظّمہ جغرافیائی لحاظ سے 21 درجہ 38 دقیقہ عرض بلد شمالی اور 40 درجہ 9 دقیقہ طول بلد مشرقی پر واقع ہے۔سطح سمندر سے اس کی بلندی تقریباً 300 میٹر ہے۔مکہ وادئ ابراہیم میں ہے جو دو پہاڑی سلسلوں کے درمیان ہے۔شمال میں جبل قُعَیقعان اور شعب بنی عامر ہیں۔جنوب میں جبل حدیدہ اور جنوب مغرب میں جبل عمر ہے۔جنوب میں غارِ ثور کی سنمت جبل کدی ہے، مشرق میں شعب ابی طالب اور جبل حِرا ہیں۔ پھر مزید مشرق میں جبل خندمہ اور شمال مشرق میں غار جبل ابی قُبیس واقع ہیں۔مکہ معظّمہ کا وسط بیت اللہ یعنی خانہ کعبہ ہے۔جو القشاشیہ، شعب علی، الشامیہ اور الشبکیہ کی پہاڑیوں کے درمیان تقریباً 200 میٹر مربّع کی وادی ہے جس کے چاروں جانب اونچے پہاڑ ہیں۔ان میں اونچی نیچی آبادی ہے۔ (جاری)

www.khanqah.in

ہفتہ وار
مبلغ
سرینگر کشمیر

24 مئی 2013ء جمعۃ المبارک

ہم خاتونِ خانہ بننا چاہتے ہیں (فرانسیسی خواتین کا نعرہ)

یورپ میں ''حقوق نسواں'' کا نعرہ سب سے پہلے فرانس نے لگایا، فرانس میں حقوق نسواں کی نقیب پہلی خاتون "Pizan" کا بنیادی نقطہ نظر یہ تھا کہ عورتیں خلقی طور پر مردوں سے کسی طرح کم نہیں، چودھویں صدی عیسوی کے اواخر میں اس جدو جہد کا آغاز ہوا اور اٹھارہویں صدی میں پیرس سے لیکر وینس ولندن تک خودرو پودوں کیطرح سینکڑوں ''حقوق نسواں'' کی علمبردار تنظیمیں خم ٹھونک کر کھڑی ہوگئیں، ان تحریکوں کو Equal Rights Movements کا نام دیا گیا۔

۱۷۹۲ء میں حکومت فرانس سے مطالبہ کیا گیا کہ عورتوں کو مردوں کے شانہ بہ شانہ تعلیمی اور حکومتی سرگرمیوں سے مستفید ہونے کے مواقع فراہم کئے جائیں تاکہ عورتیں بہتر زندگی گزارنے کی اہل بن سکیں اور اپنے پیروں پر کھڑی ہوسکیں، اس کے بعد ''معاشی استقلال'' اور ''سیاسی حقوق'' کے بینر تلے حقوق نسواں کی لڑائی لڑی گئی، انقلاب فرانس اور یورپ کی صنعتی ترقی نے خواتین کے ہر مطالبہ کو کامیابی سے ہمکنار کیا اور ''شمع محفل'' بن کر عورتوں نے گویا اپنی مراد پالی۔ لیکن اس وقت یہ حقیقت فراموش کردی گئی کہ شمع کی حیثیت گوہر یک شب کی ہوتی ہے، سپیدۂ سحر کے طلوع ہوتے ہی شمع کی تابانی نہ صرف ماند پڑجاتی ہے بلکہ بجھادی جاتی ہے۔

اس وقت فرانس میں سپیدۂ سحر طلوع ہورہا ہے، ایک نئے انقلاب کی لہریں اُٹھ رہی ہیں، فرانسیسی میڈیا کے بموجب یہ 'معاشرتی انقلاب' ہے، فرانسیسی تاریخ کا یہ پہلا واقع ہے جب فرانسیسی خواتین سے دلچسپی رکھنے والے سب سے بڑے میگزین نے ایک رپورٹ شائع کی ہے جس کا عنوان ہے ''ہم خاتون خانہ بننا چاہتے ہیں''۔

فرانس ایک ایسا ملک ہے جہاں کی شہریت دینے میں ارباب حکومت فراخدلی سے کام لیتے ہیں جسکی وجہ سے وہاں مہاجرین کی بڑی کثرت ہے، وہاں کی سرزمین مختلف ثقافتوں کی آماجگاہ ہے، لیکن تہذیبوں کا تصادم یا ثقافتوں کی کشمکش فرانس کی اصل مشکل نہیں ہے، اس حقیقت سے فرانسیسی خوب واقف ہیں، اصل مسئلہ اقتصادی بحران ہے، جس سے فرانسیسی دوچار ہیں، یہ بحران دوسری خلیجی جنگ کی پیداوار ہے، اس سلسلہ میں فرانس ہمیشہ سے امریکا کو ذمہ دار قرار دیتا آرہا ہے، فرانس خلیجی جنگ کے تلخ نتائج بھگتنے ہی کی وجہ سے فرانس نے عراق پر حملہ میں شرکت سے انکار کردیا تھا، چنانچہ وہ ملک جس کا دعویٰ تھا کہ اسکی سرزمین پر کوئی بھوکا نہیں مرسکتا، وہاں معاشی بدحالی ہر دروازہ پر دستک دے رہی ہے، آج انکے کارخانے، معاشی ادارے تعطل کے شکار ہیں، نتیجتاً کاریگروں کی تعداد یا تو گھٹادی گئی ہے یا پھر کارخانے بند کردئے گئے ہیں، جس کا لازمی نتیجہ بے روزگاری اور افلاس کی صورت میں نکل رہا ہے۔

اس صورتحال کو قابو میں کرنے کیلئے وہ بیس سال سے انتھک کوشش کررہے ہیں، رپورٹ کے مطابق اس عرصہ میں وہ ان تقریبات کو بھی بھول چکے ہیں جو آج سے ۲۰ سال پہلے وہ منایا کرتے تھے وہ کولھو کے بیل کی طرح دن رات کام کرتے ہیں لیکن نتیجہ صفر نکل رہا ہے۔ یہ صورتحال مخلوق خدا میں اس صنف کی ہے جس کو خالق نے ''قوام'' بنایا ہے، قوتِ بازو دی ہے، تنہا جینے اور حالات سے مقابلہ کا جگر عطا کیا ہے، عورتوں کے مقابلہ میں مردوں کی ہمت اور تحمل وصبر کے تو سب ہی قائل ہیں لیکن اس بحرانی کیفیت نے مردوں کو بھی جنون میں مبتلا کردیا، کچھ وقت پہلے فرانس کو فسادات کی جس آگ نے جھلسا کر رکھ دیا تھا، ہزاروں گاڑیاں نذر آتش کردی گئیں اور کتنی جانیں تلف ہوگئیں یہ سب اس ڈپریشن کا نتیجہ تھا جو دولت کی غیر مساوی تقسیم اور تجارتی واقتصادی بحران سے وجود میں آیا تھا، ایسے میں//

بقیہ صفحہ 7 پر......

جواهر القرآن

سورۂ غاشیہ: آیت ۱ ۔ ۱۲

ترجمہ: ''بھلا تم کو ڈھانپ لینے والی (قیامت) کا حال معلوم ہوا ہے؟ اس روز بہت سے منہ (والے) ذلیل ہوں گے۔ سخت محنت کرنے والے تھکے ماندے۔ دہکتی آگ میں داخل ہوں گے۔ ایک کھولتے ہوئے چشمے کا ان کو پانی پلائے جائے گا۔ اور خاردار جھاڑ کے سوا اُن کیلئے کوئی کھانا نہیں (ہوگا) جو نہ فربہی لائے نہ بھوک میں کچھ کام آئے۔ اور بہت سے منہ (والے) اس روز شادماں ہوں گے۔ اپنے اعمال (کی جزا) سے خوش دل بہشت بریں میں۔ وہاں کسی طرح کی بکواس نہیں سنیں گے۔ اس میں چشمے بہہ رہے ہوں گے۔''

تشریح: یعنی وہ بات سننے کے لائق ہے۔ (تنبیہ)

'غاشیہ' چھپا لینے والی سے مراد قیامت ہے جو تمام مخلوق پر چھاجائے گی اور جس کا اثر سارے عالم پر محیط ہوگا۔

آخرت میں مصیبتیں جھیلنے والے اور مصیبت جھیلنے کی وجہ سے خستہ ودرماندہ، اور بعض نے کہا کہ ''عاملۃ ناصبۃ'' سے دنیا کا حال مراد ہے، یعنی کتنے لوگ ہیں جو دنیا میں محنتیں کرتے کرتے تھک جاتے ہیں مگر اُن کی سب محنتیں طریق حق پر نہ ہونے کی وجہ سے سب اکارت (ضائع) ہیں۔ یہاں بھی تکلیفیں اُٹھائیں اور وہاں بھی مصیبت میں رہے ''خسر الدنیا والآخرۃ'' اسی کو کہتے ہیں۔ جب دوزخ کی گرمی اُن کے باطن میں سخت تشنگی پیدا کریگی، بے اختیار پیاس پیاس پکارینگے کہ شاید پانی پینے سے یہ تشنگی دور ہو، اس وقت ایک گرم کھولتے ہوئے چشمہ کا پانی دیا جائیگا جسے پیتے ہی ہونٹ کباب ہوجائینگے۔ اور آنتیں ٹکڑے ٹکڑے ہوکر گر پڑینگی۔ پھر فوراً درست کی جائینگی اور اسی طرح ہمیشہ عذاب میں گرفتار رہیں گے۔ ''ضریع'' ایک خاردار درخت ہے دوزخ میں جو تلخی میں ایلوے سے زیادہ اور بدبو میں مُردار سے بدتر اور گرمی میں آگ سے بڑھ کر ہے، جب دوزخی بھوک کے عذاب سے چلائینگے تو یہ چیز کھانے کو دی جائے گی۔ العیاذ باللہ۔

یعنی کھانے سے مقصود یا محض لذت حاصل کرنا ہوتا ہے یا بدن کو فربہ کرنا یا بھوک کو دفع کرنا۔ ''ضریع'' کے کھانے سے کوئی بات حاصل نہ ہوگی۔ لذت ومزہ کی نفی تو اس کے نام سے ظاہر ہے، باقی دو فائدے اُن کی نفی اس آیت میں تصریحاً کردی۔ غرض کوئی لذیذ ومرغوب کھانا اُن کو میسّر نہ ہوگا۔ یہاں تک دوزخیوں کا حال تھا۔ آگے اُن کے بالمقابل جنتیوں کا ذکر ہے۔

یعنی خوش ہوں گے کہ اپنی کوشش ٹھکانے کو لگی اور محنت کا پھل بہت خوب ملا۔

نیز کوئی بے ہودہ بات جنت میں نہیں سنیں گے۔ چہ جائیکہ گالی گفتار اور ذلت کی بات ہو۔ وہاں ایک عجیب طرح کا چشمہ اور بعض نے اس کو جنس پر حمل کیا ہے یعنی بہت سے چشمے بہہ رہے ہیں۔

أدعِيَةُ الرسول صلّی اللہ علیہ وسلّم

ادائیگی قرض کی دُعاء

۲۔ ''اَللّٰھُمَّ اِنّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجزِ وَالْکَسْلِ وَالْجُبْنِ وَالْمُخْلِ وَضَلَعِ الدَّیْنِ وَغَلْبَۃِ الرِّجَالِ'' (بخاری حدیث:۶۲۶۹)

اے اللہ! میں پناہ چاہتا ہوں تیرے ذریعے سے پریشانی اور غم سے اور عاجز ہوجانے اور کاہلی سے اور بزدلی سے بخل سے، قرض کے بوجھ اور لوگوں کے تسلّط سے۔

قرآن یا نماز پڑھتے ہوئے وسوسے سے بچاؤ کی دُعاء

''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ'' پڑھ کر بائیں طرف تین مرتبہ تھوک دے۔

میں اللہ پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے۔

مشکل کام کی آسانی کیلئے دُعاء

''اَللّٰھُمَّ لا سَھْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَہٗ سَھْلاً وَّاَنْتَ تَجْعلُ الْحُزْنَ اِذَا شِئْتَ سَھْلاً''

اے اللہ! نہیں ہے کوئی کام آسان مگر وہی جسے کردے تو آسان اور تو کردیتا ہے مشکل کام کو جب تو چاہے آسان۔ (صحیح ابن حبان حدیث نمبر:۲۴۲۷، ابن السنی حدیث نمبر:۳۵۱، حافظ نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے)

گناہ کر بیٹھے تو کیا کہے اور کیا کرے

جو شخص کوئی گناہ کرے تو وہ اچھی طرح وضو کرے پھر کھڑا ہوکر دو رکعت نماز پڑھے، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف کردیتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ توبہ خالص ہو اور خالص توبہ یہ ہے کہ میں گناہ سے توبہ کررہا ہے پہلے اسے ترک کرے، اس پر سخت ندامت کا اظہار کرے، آئندہ اسے نہ کرنے کا پختہ ارادہ ہو، اگر اسکا تعلق بندوں کے حقوق سے ہے تو اس کی تلافی بھی کرے۔

(جاری)

اسلامی قاعدہ ۔ 4

ترتیب: ابوالخیر

ض سے ضرار

عہدرسالت میں مدینہ میں منافقوں نے ایک مسجد بنائی تھی جسے ضرار کا نام دیا گیا تھا اور آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُسے گرانے کی ہدایت دی۔

ط سے طوفانِ نوح

طوفان نوح پانی کے اس سیلاب کو کہتے ہیں جو حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں آیا تھا اور حضرت نوح علیہ السلام اور اُن کے ماننے والوں کے علاوہ باقی سب لوگوں کو ڈبو دیا تھا اور وہ لوگ ہلاک ہو گئے تھے۔

ع سے عتاب

اللہ تعالیٰ اپنی نافرمانیاں کرنے والوں کو بہت مہلت دیتے ہیں مگر جب وہ باز نہیں آتے تو ان پر عتاب یا عذاب نازل کیا جاتا ہے پھر کوئی نہیں ہوتا جو اُن کو بچائے۔

غ سے غفّار

غفار اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے، یعنی بہت بڑا بخشنے والا۔ بندے کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہنا چاہیے کیونکہ اُس سے ایسی بندگی ہو ہی نہیں جاتی جیسی بندگی کرنے کا حق ہے، اللہ تعالیٰ غفار ہے وہ گناہوں کو بخش دیتا ہے جو اُس سے بخشش مانگتا ہے۔

ف سے فارقلیط

پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا وہ نام جو انجیل میں آیا ہے۔ یہ عبرانی لفظ ہے اس کا عربی ترجمہ ''احمد'' ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتابوں جو قرآن سے پہلے دُنیا میں نازل ہوئیں یعنی زبور، تورات، انجیل اور کچھ صحیفے، اُن میں ہمارے پیارے نبی ﷺ کے مبعوث ہونے کی بشارت دی گئی تھی اور لوگوں کو تلقین کی گئی تھی کہ وہ حضرت محمد ﷺ کا مکمل اتباع کریں، مگر بعد میں خودغرض اور دُنیا پرست عالموں نے ان کتابوں میں کانٹ چھانٹ کی۔

ق سے قرآن

وہ کلام اِلٰہی ہے جو ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا۔ اس کے نزول کے بعد گزشتہ کتابیں منسوخ ہوئیں۔ گوکہ ایک مسلمان کیلئے اُن کے نزول پر ایمان رکھنا لازم ہے مگر وہ چونکہ منسوخ ہوئیں اس لئے مسلمان کیلئے قابل عمل نہیں۔ قرآن اس دُنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُتارا گیا وہ معجزہ ہے جو رہتی دُنیا تک باقی رہے گا۔

ک سے کراماً کاتبین

کراماً کاتبین وہ دو فرشتے ہیں جو انسان کے اعمال لکھتے رہتے ہیں۔ ایک انسان کے دائیں کندھے کے قریب ہوتا ہے دوسرا بائیں کندھے کے قریب۔ جب کوئی نیکی کا کام کرتا ہے تو دائیں والا فرشتہ درج کرتا ہے اور جب کوئی گناہ کرتا ہے تو بائیں والا فرشتہ درج کرتا ہے۔

گ سے گل

گل معنی پھول، گل سے ہی گلزار کا لفظ بنا ہے یعنی باغ یا گلشن۔ ایک لفظ ہے ''گلزار ابراہیم'' یعنی وہ آگ جس میں نمرود نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو ڈال دیا تھا اور وہ خدا کے حکم سے سرد ہو کر باغ بن گئی تھی۔

ل سے لقمان

لقمان ایک مشہور حکیم تھا اور دانائی میں بھی اُس کی کافی شہرت تھی، اُس کی حکایات اور نصائح آج بھی بہت مشہور ہیں۔ اُن کا ذکر قرآن مجید میں بھی آتا ہے۔

م سے مجدّد

مجدِّد کے معنی ہیں تجدید کرنے والا یا پرانے کو نیا کرنے والا۔ حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کو مجدّد الف ثانی کہتے ہیں۔ یعنی دوسرے ہزار برس کا مجدد۔ وہ ۹۸۱ھ میں بمقام سرہند پیدا ہوئے اور ۱۰۳۴ھ میں وفات پائی۔ آپؒ کی تصانیف میں ''مکتوبات'' بہت مشہور ہے۔

ن سے نماز

ہر بالغ مرد اور عورت پر دِن میں پانچ بار نماز فرض ہے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ نماز قصداً ترک کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ جب کہ بعض علماء نے نماز ترک کرنے والے کو واجب القتل بھی بتایا ہے۔ تاہم علمائے حق اس بات پر متفق ہیں کہ نماز ترک کرنے والا سخت ترین سزا کا مستحق ہے اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے کا حق نہیں رکھتا۔ سات سال کی عمر میں ہی بچوں کو نماز کی عادت ڈالنی چاہیے اور اگر دس سال کی عمر پر کوئی بچہ نماز نہیں پڑھتا تو اُس کی پٹائی کرنی چاہیے۔

و سے وتر

وہ تین رکعتیں ہیں جو عشاء کی نماز میں پڑھی جاتی ہیں۔

ہ سے ہاشم

جناب نبی کریم ﷺ کے پردادے کا نام ہاشم تھا۔ ہاشمی سے مراد ہاشم کی اولاد ہے۔

ی سے یاسین

قرآن شریف کی ایک سورت ہے، اس سورۃ کی بڑی فضیلت حدیثوں میں بیان کی گئی ہے، اس سورت کو قرآن شریف کا دل بھی کہا جاتا ہے، یاسین آنحضور ﷺ کا لقب بھی ہے۔

☆☆☆☆☆

حضرت مفتی مظفر صاحب مدظلہ العالی کا بیان

مؤرخہ 23 مئی 2013ء بروزِ جمعرات بعد نمازِ مغرب حضرت مفتی مظفر صاحب دامت برکاتہم (صدر مفتی دارالعلوم سوپور) لارکی پورہ کولگام کی مسجد شریف میں میں بیان فرمائیں گے۔ انشاء اللہ۔ اور 24 مئی حضرت مفتی صاحب نمازِ جمعہ کے موقع پر بوگام کی جامع مسجد (خانقاہ) میں بیان فرمائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ تمام مسلمانوں کو شرکت کی دعوت دی جاتی ہے۔

باہتمام ۔ دارالعلوم سواء السبیل

کھانڈی پورہ کولگام کشمیر فون نمبر 9622841975

ضروری گذارش!

جن قارئین کرام نے مبلغ کی ادائیگی کئی مہینوں سے نہیں کی، انہیں گزارش کی جاتی ہے کہ وہ براہِ کرم جلد از جلد ادائیگی کریں، اور ایجنٹ حضرات سے بھی گزارش ہے کہ وہ جلد از جلد ہفتہ وار مبلغ کے دفتر واقع کھانڈی پورہ کاترسو کولگام بذریعہ منی آرڈر یا از خود تشریف لا کر اپنی بقیہ ادائیگی ادا کریں۔ مدیر

SAMEER & CO

Deals with:

PLY WOOD, HARDWARE, PAINTS ETC

ایک بار آزمائیے، بار بار تشریف لائیے

H.O: K.P. ROAD ISLAMABAD

Contact No's: 9419040053

امامِ اعظمؒ کانفرنس

مِرہامہ کولگام

مورخہ 25 مئی 2013 صبح 9 بجے سے لیکر نماز عصر تک ایک پُروقار، روح افزا اور عالی شان جلسہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں منعقد ہونے جا رہا ہے۔ (انشاءاللہ) اسلئے تمام اہل اسلام سے اس پُرنور محفل میں شرکت کی پُرخلوص دعوت دی جاتی ہے۔ اس عظیم الشان جلسہ میں وادی کے مشہور و معروف جو علمائے کرام تشریف فرما ہوں گے۔ اُن کے اَسمائے گرامی یہ ہیں:

۱) حضرت مولانا حمید اللہ صاحب۔ دارالعلوم سواءالسبیل کھانڈی پورہ (۲) حضرت مفتی مظفر احمد صاحب قاسمی۔ صدر مفتی دارالعلوم سوپور (۳) حضرت مفتی وقاضی شبیر احمد صاحب قاسمی۔ دارالافتاء والقضاء بجبہاڑہ ۴) حضرت مفتی محمد یوسف صاحب قاسمی۔ دارالعلوم شیخ العالمؒ واری پورہ دمحال (۵) حضرت مفتی شہنواز احمد صاحب قاسمی۔ دارالعلوم پرسو شوپیان (۶) حضرت عبدالجبار صاحب۔ مہتمم دارالعلوم صدیقیہ مٹی بگ یاری پورہ ۷) حضرت مولانا محمد اقبال صاحب لکھڑی پورہ (۸) حضرت مولانا بلال احمد صاحب۔ زنگلپورہ ۹) حضرت مفتی بلال احمد صاحب۔ وہل شوپیان (۱۰) حضرت مولانا شیراز احمد قاسمی صاحب

زیراہتمام تحریک انجمن صدائے حق جموں وکشمیر۔ حلقہ مرہامہ کولگام

نوٹ: صرف چائے کا انتظام ہوگا۔

فون نمبر: 9906832258, 9797031905, 9596166853,

تمباکو نوشی کے مضر اثرات سے عوام کو آگاہ کرنے پر زور

سرینگر// وزیر برائے پبلک انٹر پرائزز، حج اوقاف اور پھولبنی پیرزادہ محمد سعید نے تمباکو سے بنی اَشیاء کے استعمال کے مضر اَثرات کو اُجاگر کرتے ہوئے ریاست میں تمام تمباکو مصنوعات پر مکمل پابندی عائد کرنے پر زور دیا، وزیر والنٹری ہیلتھ ایسوسی ایشن آف انڈیا اور جموں وکشمیر والنٹری ہیلتھ ایسوسی ایشن کی جانب سے چیف پوسٹ ماسٹر جنرل، محکمہ تعلیم اور ایس پی ہائیر سیکنڈری اسکول کے عملی تعاون سے تمباکو نوشی کے نقصانات، کے موضوع پر منعقدہ انٹر اسکول سمپوزیم سے خطاب کر رہے تھے۔ پیرزادہ نے کہا کہ تمباکو نوشی سے منہ، گلے، پھیپھڑوں اور جسم کے دیگر اعضاء کیلئے کافی مہلک ثابت ہو سکتی ہے۔ انہوں نے تمام متعلقین بالخصوص طلباء کو تمباکو نوشی کے مضر اَثرات سے آگاہ کرنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ اس ضمن میں جانکاری کیمپ، ورکشاپ، سیمپوزیم، اور تعلیمی اداروں میں بحث ومباحثہ منعقد کرانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت نے گذشتہ قانون ساز اسمبلی اجلاس کے دوران ریاست میں گھٹکا کے استعمال پر پابندی عائد کی ہے۔

ضروری اعلان

اگلے ہفتہ یعنی 31 مئی 2013 جمعۃ المبارک ہفتہ وار مبلغ کے دفتر میں تعطیل رہے گی۔ لہٰذا مبلغ کے قارئین کرام اُس شمارہ کا انتظار نہ فرماویں۔ مدیر

www.khanqah.in

www.khanqah.in

آپ کے پوچھے گئے دینی سوالات

گوشت میں پایا جانیوالا خون

از: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب۔مدظلہ العالی

سوال: جب وگوشت لیا جاتا ہے اور اسے پانی میں دھویا جاتا ہے تو پانی پر خون کی سرخی موجود رہتی ہے اور بار بار دھونے کے باوجود بالکل سفید نہیں ہوتا، حالانکہ خون ناپاک اور حرام ہے ایسی صورت میں کیا تدبیر اختیار کی جائے؟

تبسم اعجاز۔گاندربل

جواب: وبالله التوفيق۔ حلال ذبیحہ جانور کے رگوں میں جو خون ہوتا ہے۔جس کو فقہ کی اصطلاح میں ''دم مسفوح'' (بہتا ہوا خون) کہتے ہیں۔وہ ناپاک ہوتا ہے؛ چنانچہ قرآن مجید میں حرام چیزوں کا ذکر کرتے ہوئے ایسے ہی خون کا ذکر کیا گیا ہے: ''..........أو دَمـاً مَسْـفُـوحًـا'' (الانعام:۱۴۵) گوشت میں جو خون ہوتا ہے جس کی سرخی آپ دھوتے ہوئے محسوس کرتی ہیں، وہ ناپاک اور حرام نہیں ہوتا ہے، کیونکہ وہ رگوں کا بہتا ہوا خون نہیں ہوتا، جس کی ممانعت ہے۔(اللحم) اذا كان نسجاً و ان لم يكن من الدم المسفوح لايكون نجساً'' (فتاویٰ قاضی خان علی ھامش الہندیہ:۱/۲۷)

جمعہ کی کس اذان پر کاروبار چھوڑ دیا جائے؟

سوال: اللہ تعالیٰ نے اذانِ جمعہ پر کاروبار چھوڑ دینے اور نماز کیلئے چل پڑنے کا حکم دیا ہے،لیکن سوال یہ ہے کہ یہ حکم کس اذان کیلئے ہے؟

غلام محمد۔ٹینگ پورہ

جواب: وبالله التوفيق۔ فقہاء نے اس بات کو راجح قرار دیا کہ اس سے اذانِ اوّل مراد ہے۔کیونکہ قرآن مجید نے کاروبار کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف آنے کا حکم دیا ہے۔اور اس آیت میں اللہ کے ذکر سے مراد خطبہ جمعہ ہے تو اذان ثانی۔ جو خطبہ جمعہ سے متصل ہوتی ہے۔ کے بعد اگر لوگ اپنے کاروبار چھوڑ کر مسجد آئیں گے تو خطبہ میں شریک نہیں ہو سکیں گے۔اس لئے راجح قول یہی ہے کہ اذان اوّل پر کاروبار چھوڑ کر مسجد کی طرف روانہ ہو جانا چاہیے۔اس کے بعد اگر خرید و فروخت کی گئی تو اگر چہ معاملہ درست ہو جائے گا مگر مکروہ ہوگا۔''البیع عندأ ذان الاوّل الخ'' (الدرالمختار مع الرد: ۷/۳۰۴)البتہ اگر قریب قریب میں کئی مسجدیں ہوں تو جس مسجد میں نماز ادا کرنے کا ارادہ ہو تو اسکے حق میں اس مسجد کی اذان اوّل کا اعتبار ہوگا، اگر کسی اور مسجد میں پہلے اذان ہو گئی تو اس وقت سے کاروبار کا چھوڑ دینا ضروری نہیں ہوگا۔فقط واللہ اعلم بالصواب

اگر غلط فہمی میں مقتدی نے رکوع کر لیا

سوال: امام صاحب نے عشاء کی نماز میں ایسی آیت پڑھ دی جس میں سجدۂ تلاوت واجب ہے، چوں کہ پہلے سے ان آیات کو پڑھنے کا ارادہ نہیں تھا، اس لئے مقتدی کو متنبہ نہیں کیا، نتیجہ یہ ہوا کہ جو لوگ اوپر کی منزل پر تھے، وہ سجدہ میں جانے کی بجائے رکوع میں چلے گئے اور جب امام صاحب سجدہ سے اُٹھے اور رکوع سے کھڑے ہو گئے پھر انہوں نے امام صاحب کے ساتھ نماز پوری کر لی، ایسی صورت میں مقتدیوں کی نماز دُرست ہوئی یا نہیں؟

عبدالمجید خان۔لال بازار سرینگر

جواب: وباللہ التوفیق۔ اس صورت میں مقتدیوں کی نماز ادا ہو گئی، بظاہر خلل یہ پیدا ہوا کہ ان مقتدیوں نے ایک رکوع زیادہ کر لیا تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوئی، کیوں کہ ویسے بھی رکوع احناف کے نزدیک سجدۂ تلاوت کے قائم مقام ہوتا ہے اور چوں کہ وہ مقتدی ہیں جن کی نماز امام کی نماز سے مربوط ہے، اور امام کی نماز دُرست ہو گئی ہے۔نیز خود مقتدیوں نے بھی نماز کے منافی کوئی کام نہیں کیا ہے، اسلئے کہ رکوع بھی نماز کا جز ہے، فقہاء کے یہاں اس مسئلہ کی صراحت موجود ہے:''اذا قرأ الامام آية السجدة وبعض القوم كان في الرحبة فكبّر..........وبزيادة الركوع لم تفسد الصلوة'' (فتاویٰ قاضی خان علی ھامش الہندیۃ: ۱/۱۶۰)واللہ اعلم

تمباکو نوشی کیا ہے؟

سوال: تمباکو نوشی کے بارے میں شریعت اسلامیہ کا کیا حکم ہے؟

ڈاکٹر محمد ارشد۔بمنہ سرینگر

جواب: وباللہ التوفیق۔ آج ہر ایک کے علم میں یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ تمباکو نوشی خود کشی کے مترادف ہے۔اس کے بارے میں بعض علماء نے حرام، بعضوں نے مکروہِ تحریمی اور بعضوں نے مباح یا محض مکروہ تنزیہی قرار دیا ہے۔علاّمہ شامیؒ نے اس پر کسی قدر تفصیل سے گفتگو کی ہے، حصکفیؒ اپنے اُستاد شیخ نجم زاہدیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ اسے حرام کہتے ہیں اور شامی شرنبلالی کی ''شرح وھبانیہ'' سے ناقل ہیں کہ اس کے پینے اور خرید و فروخت سے منع کیا جائے گا۔''یمنع عن بیع الدخان وشربہ'' حصکفیؒ ہی اپنے ایک اور اُستاذ عمادی کی رائے نقل کرتے ہیں کہ وہ اس کو مکروہ سمجھتے تھے اور شامی لکھتے ہیں کہ بظاہر عمادی اس کو مکروہِ تحریمی قرار دیتے تھے کیونکہ انہوں نے عادۃً تمباکو نوشی کرنے والوں کی امامت کو مکروہ قرار دیا ہے، شامی ہی نے شیخ ابوالسعود سے کراہت تنزیہی کا قول نقل کیا ہے اور لکھا ہے علاّمہ شیخ علی اجھوری مالکی نے اس کے حلال و مباح ہونے پر مستقل رسالہ تالیف فرمایا ہے، جس میں مذاہب اربعہ کے مستند اور معتمد علماء سے اس کا جواز نقل کیا گیا ہے، اسی طرح اس کی حلّت اور جواز پر عبدالغنی نابلسی نے بھی ''الصلح بین الاخوان فی اباحۃ شرب الدّخان'' کے نام سے ایک رسالہ لکھا ہے۔(درمختار وردالمختار:۵/۲۹۵)موجودہ عرب علماء میں سعودی علماء عام طور پر اسکی حرمت کا فتویٰ دیتے ہیں، لیکن ڈاکٹر وھبہ زحیلی کا رجحان اس کی اباحت کی طرف ہے۔(الفقہ الاسلامی وادلتہ:۶/۱۶۷)

دلائل: جو لوگ اس کو حرام قرار دیتے ہیں، ان کے دلائل حسب ذیل ہے:

۱) تمباکو نوشی جسم کیلئے مضرت رساں ہے اسی کو حدیث میں ''مفتر'' کہا گیا ہے اور آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایسی اَشیاء کے استعمال کو منع فرمایا ہے۔نہی عن کلّ مسکر و مفتر۔

۲) اس کی وجہ سے منہ میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے اور ایسی چیزیں شریعت میں ناپسندیدہ ہیں۔

۳) قرآن نے خبائث کو حرام قرار دیا ہے اور یہ ''خبائث'' میں سے ہے۔

۴) اس میں مال کا ضیاع اور اسراف ہے۔

جو لوگ اس کی اباحت کے قائل ہیں ان کا خیال ہے کہ حرمت کیلئے کسی قوی اور واضح دلیل کی ضرورت ہوتی ہے، جو تمباکو کی حرمت پر موجود نہں ے ہے اور اصل ہر چیز میں جائز و مباح ہونا ہے سوائے اس کے کہ کوئی دلیل ممانعت آجائے، لہٰذا یہ جائز بلا کراہت ہے یا بیش از بیش پیاز و لہسن کی طرح کراہت تنزیہی ہے۔جو لوگ مکروہ تحریمی کہتے ہیں ان کا خیال ہے کہ حرمت کے جو وجوہ اوپر بتائے گئے ہیں، وہ حرمت ثابت کرنے کیلئے تو کافی نہیں، لیکن کراہت ان سے ضرور ثابت کی جا سکتی ہے اور راقم کا خیال ہے کہ یہی نقطہ نظر عدل اور اعتدال پر مبنی ہے۔واللہ اعلم

روزہ میں تمباکو نوشی، سگریٹ اور بیڑی وغیرہ پینے سے بالاتفاق روزہ ٹوٹ جائے گا۔''وشاربہ فی الصوم لا شک یفطر'' (ردالمختار:۵/۲۹۵) البتہ تمباکو نوشی سے صرف روزہ ہی ٹوٹے گا یا کفارہ بھی واجب ہوگا؟ اس سلسلہ میں سے دو قول منقول ہیں، ایک قول کے مطابق وہ تمام چیزیں غذا میں شمار ہوں گی جن کی طرف طبیعت مائل ہوتی ہے اور جس سے پیٹ کی خواہش دُور ہوتی ہے،''یمیل الطبع الی اکلہ وتنقضی شھوۃ البطن بہ'' ظاہر ہے کہ سگریٹ میں یہ کیفیت پائی جاتی ہے، اس لئے اس سے کفارہ بھی واجب ہوگا۔(مراقی الفلاح وحاشیہ طحطاوی:۲۶۴)

زِنا کی بناء پر عدّت کا حکم

سوال: ایک لڑکی کے ساتھ زِنا بالجبر کیا گیا، تا کہ جہاں اس کا رشتہ ہو رہا ہے وہاں نہ ہو جائے اور لڑکی اور اسکے لوگ زانی سے اس کا نکاح کرنے پر مجبور ہو جائیں، لیکن چوں کہ لڑکی کے ساتھ یہ حرکت ظلماً کی گئی ہے اور وہ اس سلسلہ میں مجبور تھی، اسلئے جس لڑکے سے اس کا رشتہ طے ہے، وہ اَب بھی اس سے نکاح کرنے پر آمادہ ہے، ایسی صورت میں کیا اس لڑکی کی عدّت گذارنی پڑے گی؟

امتیاز احمد۔بڈگام

جواب: وباللہ التوفیق۔عدّت میں سابق مرد کے نسب کا احترام بھی ملحوظ ہوتا ہے اور زانی شخص قابل احترام نہیں، اسلئے فقہائے احناف کی رائے ہے کہ اگر ایسی عورت زِنا کی وجہ سے حاملہ نہ ہو گئی ہو تو اس سے نکاح اور نکاح کے بعد میاں بیوی کا تعلق جائز ہے، کیوں کہ قرآن مجید میں عدت کا حکم منکوحہ عورت کے لئے دیا گیا ہے۔''..........نکاح المزنیۃ ووطأھا جائز بلا استبراء الخ'' (فتح القدیر:۱۰/۵۲)البتہ اس حقیر کا خیال ہے کہ چوں کہ شریعت میں حفاظت نسب کی بڑی اہمیت ہے اور اختلاط نسب کو روکنے کیلئے بڑی احتیاط برتی گئی ہے۔اس لئے بہتر ہوگا کہ جیسے باندی کے لئے حکم تھا اگر وہ نئے مالک کے پاس آئے تو ایک حیض گذرنے کے بعد ہی وہ اس سے تعلق قائم کرے جس کو حدیث وفقہ کی اصطلاح میں ''استبراء رحم'' کہا گیا ہے، اسی طرح اس لڑکی کا بھی ایک حیض گذر جانے دیا جائے، اس کے بعد اس کا نکاح ہو۔فقط واللہ اعلم بالصواب

استعمال شدہ ڈھیلے سے دوبارہ استنجاء

سوال: کیا مٹی کے ڈھیلے یا اینٹ کے ٹکڑے کو ایک سے زیادہ مرتبہ طہارت کیلئے استعمال کرتے ہیں؟

محمد سعید راتھر۔دیوسر کولگام

جواب: وباللہ التوفیق۔مٹی کے اندر اللہ تعالیٰ نے آلودگی کو جذب کرنے اور پھر اسے تحلیل کرنے کی غیر معمولی صلاحیت رکھی ہے، اسلئے طہارت کے احکام میں بوقت ضرورت مٹی کو پانی کا قائم مقام بنایا گیا ہے، اگر کوئی شخص استنجاء کرے اور مٹی میں نجاست پوری طرح تحلیل ہو چکی ہو، مٹی پر اس نجاست کے اَثرات نظر محسوس نہ ہوتے ہوں تو اس سے دوبارہ استنجاء کرنے کی گنجائش ہے، لیکن چوں کہ اس کا اندیشہ موجود ہے کہ شاید آلودگی کے تحلیل ہونے کا عمل مکمل نہ ہو پایا ہو اور وہ بجائے جسم کو پاک کرنے کے مزید آلودہ کرنے کا سبب بن جائے، اسلئے فقہاء نے استعمال شدہ ڈھیلے کو دوبارہ استعمال کرنے سے منع کیا ہے اور مکروہِ تحریمی قرار دیا ہے، جو قریب ناجائز ہوتا ہے، البتہ اگر نسبتاً بڑا ڈھیلا ہو، استنجاء کیلئے ایک بار اس کے ایک کنارہ کا استعمال کیا گیا ہو اور دوسری بار دوسرے کنارے کا، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔''وكره تحريماً بعظم..........وحجر استنجى به الاّ بحرف آخر أي لم تصبه النجاسة'' (ردّالمحتار: ۱/۵۵۲)

فقط و الله اعلم بالصواب

نوٹ: اس شمارے میں شاملِ اشاعت مضامین و مراسلے وغیرہ سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں۔ ادارہ

اے نوجوانِ مسلم!......جاگ ذرا

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

شرم وحیا، عفت و پاک دامنی نہ جانے کہاں کھوگئی ہے۔ آزادی کے نام پر عریانیت کو فروغ دیا جارہا ہے! موجودہ دَور میں لباس کے نام پر جو بےلباسی چھاتی جارہی ہے وہ باعث شرم بھی ہے اور قابل اِصلاح بھی۔

آج راہ چلتے اپنی نظروں کی حفاظت کرنا مشکل ہوگیا ہے۔ انٹرنیٹ سے لیکر موبائل فون تک فحاشی، بےحیائی اتنی سستی اور عام ہے کہ مقدر والے ہی اس کے ناپاک اَثرات سے بچ سکتے ہیں۔ بہت اَفسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج کل ایسے ایسے باریک وچُست لباس ملبوسات دیکھنے کو ملیں گے، جن سے انسانیت شرما جائے۔ لباس میں تو پہلے سے بےاحتیاطی عروج پر تھی پر ظلم بالائے ظلم یہ کہ گرمی کے بہانے نے رہی سہی کسر بھی پوری کردی۔ معاذ اللہ۔ گرمی کا بہانہ بنا کر اتنا باریک اور چست لباس پہنا جارہا ہے کہ اللہ کی پناہ۔ خواتین تو خواتین، مرد حضرات بھی شیطان کی پیروی کی بدترین مثال قائم کرنے میں پیچھے نہیں رہے۔

مفتی رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ''گناہ کا سب سے پہلا حملہ عقل پر ہوتا ہے۔'' یہ ہمارے گناہوں کا ہی وَبال ہے کہ نت نئے فیشن لباس بازار میں آتے ہیں اور فیشن بن جاتے ہیں، حیرت اور افسوس ہوتا ہے کہ آج کی نوجوان نسل پر کہ اللہ اور اس کے پیارے حبیب محمد عربی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم ہر پائجامہ تو ٹخنوں سے اوپر کرتے نہیں پر فیشن کے نام پر اپنے ستر کی نمائش کرانے سے شرماتے نہیں، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں شاعر مشرق علامہ اقبالؒ نے فرمایا تھا ؂

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

والدین، علماء، اَساتذہ، مفتیان، ائمہ مساجد اور ہر ذمہ دار کو چاہیے کہ نئی نسل کی درست رہنمائی کریں اور بالخصوص ''لباس وستر پوشی'' کے بارے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے احکامات کے بارے میں آگاہ کریں تاکہ کل کو حاکم اعلیٰ کے دربار میں حاضری کے وقت سرخرو ہوسکیں کہ ہم نے اپنی ذمہ اری پوری کردی تھی۔ اَب پانی سر سے گذر رہا ہے۔ پہلے تو صرف غیر شرعی لباس کا شکوہ تھا اَب تو فحش وغیر اخلاقی لباس تک جاپہنچی ہے۔ اگر اَب بھی اس معصیت الٰہی واطاعت شیطانی کو نہ روکا گیا تو خدشہ ہے کہ موجودہ بحرانوں کی طرح ہم پر پے در پے بحران آتے رہیں گے۔

اسلام میں جہاں ضرورتِ زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی کی گئی ہے وہیں ایک لباس کی اہمیت اور اس کی حدود بھی بیان کردی ہیں۔

لباس کا صاف وستھرا ہونا بھی ضروری ہے، لیکن اس سے کہیں زیادہ ستر کو ڈھانپنے والا لباس ہونا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں قرآن کریم میں ارشاد فرمایا کہ ''اے بنی آدم! ہم نے تمہارے لئے ایسا لباس اُتارا ہے، جو تمہاری شرم کی چیزوں کو چھپاتا ہے اور زینت کا باعث ہے اور تقویٰ کا لباس زیادہ بہتر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ وہ (لوگ) نصیحت حاصل کریں۔ (سورۂ اعراف:۲۶)

''لباس'' بھی انسانی زندگی کا ایک اہم شعبہ ہے اور اسلام نے اس گوشۂ زندگی کے بارے میں بھی مسلمانوں کو ہدایت دی ہیں۔ مذکورہ بالا آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے لباس کے بارے میں چند اصول بیان فرمادیئے ہیں:

۱) لباس اتنا باریک نہ ہو کہ اس سے جسم نظر آتا ہو۔
۲) لباس اتنا تنگ نہ ہو کہ جسم کے اعضاء کا حجم دِکھتا ہو۔
۳) لباس اتنا چھوٹا نہ ہو کہ ستر پوشی کا مقصد ہی پورا نہ کرتا ہو۔
۴) لباس ایسا ہو کہ غیر مسلموں سے مشابہت نہ ہوتی ہو۔
۵) لباس ایسا نہ ہو کہ اس سے تکبر کی گھن آتی ہو۔

اللہ سے دُعا ہے کہ ہمیں حلال کا علم خصوصاً کے احکامات کا علم عطا کرے اور پھر اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆

تزکیۃ النفس سے ایک سبق

ابوالخیر

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب انسان پیدا ہوتا ہے اُسکے پاس کوئی علم نہیں ہوتا۔ کیونکہ انسان کے جنم لیتے وقت اس کے حواس اور عقل کی استعداد بھی معیارِ طفولیت پر ہوتی ہے، اور نشونما پانے کے عمل کے ساتھ ساتھ اس کی یہ صلاحیتیں بھی انگڑائیاں لیتی ہیں۔ وقت کے سینے پر ہر قدم چلنے کے بعد اس کی عقل کو فروغ ملتا ہے اور وہ گزرے ہوئے قدم پر اپنی عقل کے اعتبار کو ناقص اور حال کے قدم پر اپنی عقل کو معتبر تصور کرتا ہے۔ اسی طرح ہر قدم پر اس کا تصور متواتر بدلتا رہتا ہے۔ تصور کی تبدیلی کے اس مسلسل عمل میں انسان کب اس بات پر متفق ہوگا کہ اس کی عقل اکمل ہوگئی ہے؟ ظاہر ہے کہ کبھی نہیں۔ اب جب کہ انسانی عقل ایسے مسئلے سے دوچار ہو تو بھلا یہ کمزور ذریعہ کسی غلطی کے بغیر کسے، مطلق حقیقت تک رسائی حاصل کرسکتا ہے! وہ لوگ جو ''حقیقت'' جاننے کیلئے عقل پر تکیہ لگاتے ہیں وہ محض تصورات کے تاریک جنگلوں میں ''حقیقت'' کیلئے کھویا کرتے ہیں۔ بعد میں الغزالی رحمۃ اللہ علیہ نے خیال ظاہر کیا کہ یہ حالت موت کی بھی ہوسکتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب موت کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا اس وقت اصل حقیقت سامنے ہوگی گو کہ وجود مختلف ہوگا۔

(کیمیائے سعادت) اپنی روحانی کشمکش کے بارے میں عزالی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''جب علّت اور تصور حاشہ پر میرا اعتماد متزلزل ہوا تو کچھ وقت تک مغالطہ مجھ پر غالب آیا۔ تب اللہ نے مجھے اس مرض سے نجات دی اور میری حالت سدھر گئی، مجھے بدیہی حقائق پر اعتماد بڑھ گیا مگر یہ کسی منطق یا تجربہ کی بنیاد پر نہ تھا بلکہ وجدانی کیفیت تھی۔ اس مرض سے صحت یاب ہونے کے بعد میرے سامنے چار گروپ تھے جو میرے نزدیک حقیقت کے متلاشی تھے۔ ان میں سے ایک متکلمین کا گروپ تھا جو علّت کا دعویدار تھا۔ دوسرا فرقہ باطنیہ کا تھا جو اس بات کا دعویدار تھا کہ انہوں نے براہِ راست امام معصوم سے علم حاصل کیا ہے اور خصوصی تعلیمات اور اسرار پر دسترس رکھنے کا دعویٰ کرتا تھا۔ تیسرا گروپ فلاسفہ کا تھا جو منطق اور استدلال میں یقین رکھتا تھا۔ چوتھا گروپ صوفیوں کا تھا جو اپنے آپ کو کشف وشہود کے لوگ کہتے تھے۔ میں نے تمام گروپوں کی دلائل اور تصنیفات کا مطالعہ کیا مگر کسی نے میری تشنگی نہیں بجھائی میں نے متکلمین کی کتابیں پڑھیں اور خود بھی ''علم کلام'' پر کئی کتابیں تصنیف کیں۔ اگرچہ یہ علم اپنی ضرورتوں کیلئے کافی ہے مگر میرا کام اس سے نہ بن سکا۔ یہ علم یا تو اندھی تقلید میں آگے آگے لایا گیا تھا یا اس کی بنیاد قرآن، حدیث اور راجماع پر تھی جو اس شخص کو قائل کرنے میں مؤثر ثابت نہیں ہوتا جو بدیہی حقائق کے سوا اور کسی چیز پر اعتبار نہ کرتا ہو۔

علم نحو سیکھئے - 17

مولانا محمد طاہر قاسمی۔ اُستاذ سواء السبیل

سوال: کلامِ عرب میں معرب کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: کلام عرب میں معرب کی صرف دو قسمیں ہیں۔

۱) اسم متمکن: بشرطیکہ ترکیب میں واقع ہو یعنی اپنے عامل کے ساتھ استعمال ہو۔ جیسے: رَاَیْتُ رَجُلاً میں رُجُلاً اسم متمکن ہے۔

۲) فعل مضارع: بشرطیکہ نونِ جمع موَنث (یَفْعَلْنَ کانُون) اور نونِ تاکید (لَیَفْعَلَنَّ کانونِ مشدّد) سے خالی ہو۔ جیسے یَفْعَلُ۔

سوال: معرب میں ترکیب کی شرط کیوں لگائی گئی ہے؟

جواب: معرب میں ترکیب کی شرط اس وجہ سے لگائی ہے کہ ترکیب نہ ہونے کی صورت میں اَسماء پر وہ معانی جو اعراب کے مقتضی ہے، ختم ہوجاتے ہیں۔ اس لئے کہ اُس وقت نہ فاعل ہوتے ہیں اور مفعول اور نہ مضاف ہوتے ہیں۔

سوال: فعل مضارع میں معرب ہونے کیلئے نونِ تاکید اور نونِ جمع موَنث سے خالی ہونا کیوں شرط لگائی ہے؟

جواب: فعل مضارع میں معرب ہونے کیلئے نونِ تاکید اور نونِ جمع موَنث سے خالی ہونا شرط اس وجہ سے لگائی ہے کہ نونِ جمع اور نونِ تاکید کے مبنی ہونے کی وجہ سے اُس کے ماقبل میں اگر اعراب دیا جائے تو درمیان کلمہ میں اعراب دینا لازم آئے گا اور یہ جائز نہیں ہے۔

سوال: فعل مضارع پر نونِ تاکید داخل ہوتا تو مبنی ہوجاتا ہے حالانکہ لَتَسْمَعُنَّ میں مبنی نہیں ہے۔ وجہ کیا ہے؟

جواب: وجہ یہ ہے کہ نونِ تاکید کے داخل ہونے سے وہ فعل مضارع مبنی ہوتا ہے جس پر نونِ تاکید بغیر فصل کے داخل ہو، جیسے لَیَفْعَلَنَّ میں۔ اور مثالِ مذکور میں وہ جمع کا صیغہ ہے، اور اس میں فعل اور نونِ تاکید کے درمیان واؤ ضمیر کے ذریعے سے فصل ہے۔ (درس نحو میر)

سوال: اسم متمکن کسے کہتے ہیں؟

جواب: اسم متمکن وہ اسم ہے جو اپنے غیر کے ساتھ مرکب ہو، بایں طور کہ اُس کے ساتھ عامل موجود ہو اور مبنی اَصل سے مشابہت نہ رکھتا ہو، جیسے جاءَنی زیدٌ میں زَیدٌ اِسم متمکن ہے۔ (نحو میر)

سوال: اسم غیر متمکن کسے کہتے ہیں؟

جواب: اسم غیر متمکن وہ اسم ہے جو اپنے عامل کے ساتھ مرکب نہ ہو اور مبنی اصل سے مشابہت رکھتا ہو، جیسے قَامَ ھٰؤُلآءِ میں ھٰؤُلآءِ اِسم غیر متمکن ہے۔ کیونکہ مبنی اَصل حرف سے تعلق رکھتا ہے۔

سوال: مبنی اَصل کسے کہتے ہیں؟

جواب: مبنی اَصل وہ ہے جو اپنی اَصل ہی کے اعتبار سے مبنی ہو، نہ کہ کسی کی مشابہت کی وجہ سے مبنی ہو۔ جیسے فِعل ماضی۔

سوال: مبنی اَصل کتنی چیزیں ہیں؟

جواب: مبنی اَصل تین چیزیں ہیں۔

۱) فعل ماضی جیسے ضَرَبَ۔ (۲) اَمر حاضر معروف جیسے اِضْرِبْ

۳) تمام حروف جیسے مِنْ، اِلٰی وغیرہ

سوال: مشابہ مبنی کسے کہتے ہیں؟

جواب: مشابہ مبنی وہ ہے جو اپنی اصل کے اعتبار سے مبنی نہ ہو بلکہ کسی کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے مبنی ہو۔ جیسے ھٰذَا اِسمِ اِشارہ حرف کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے مبنی ہے۔

سوال: فعل مضارع معرب کیوں ہوتا ہے؟

جواب: فعل مضارع لفظوں، حرکتوں اور لام تاکید کے داخل ہونے میں اِسم فاعل سے مشابہت رکھتا ہے اور اَسماء میں اَصل معرب ہونا ہے۔ اس وجہ سے فعل مضارع معرب ہوتا ہے۔ (ہدایۃ النحو) (جاری)

www.khanqah.in

www.khanqah.in

بقیہ : نکاح ایک عبادت ہے

کرنا، گھر والوں کی نامناسب خواہشات کی تکمیل کا اہتمام، اعلیٰ شادی خانوں کا انتخاب، تقریب میں غرباء کو نظر انداز کرکے امراء کو مدعو کرنا، ایجاب وقبول اور خطبہ کے مسنون عمل کو رسم کے طور پر ادا کرنا، استطاعت سے زیادہ مہر کی تعین، تقریب کو رات دیر گئے تک طول دینا وغیرہ یہ سب ایسے خرافات ہیں جن کی نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شریعت میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

ذرا غور کریں کہ اگر کوئی نماز والی عبادت کی تکمیل کیلئے سونے کی انگوٹھی پہن کر زینت حاصل کرے، کوئی عورت غیر ساتر فیشن ایبل کپڑے زیب تن کرے تو بتلایئے کہ ایسے شخص کو کونسا مسئلہ سنایا جائے گا۔

اس سے یہی کہا جائے گا کہ یہ عبادت ہے، عبادت میں خلافِ شریعت کوئی چیز داخل کردی جائے تو عبادت عبادت نہیں رہیگی بلکہ ضلالت ہوجائے گی۔

محمد عربی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سچے اُمتیو! نکاح بھی ایسے ہی ایک عبادت ہے، صحیح نیت سے اس کو ادا کرنے پر نیکیاں حاصل ہوتی ہیں، لیکن اگر اس میں کوئی خلافِ شرع کام داخل کرلیتا ہے تو وہ عبادت انجام نہیں دے رہا ہے بلکہ خواہش نفس کی تکمیل کیلئے وہ سنت کا صرف سہارا لے رہا ہے تاکہ لڑکا لڑکی کا ملاپ حلال ہوجائے اور بس...... حد دَرجہ افسوس کی بات ہے ’’النکاح من سنّتی‘‘ کا لیبل رقعہ پر لکھ کر اور اس تقریب کو ’’عقد نکاح‘‘ کا نام دے کر گویا رؤوف ورحیم گنہگاروں کی شفاعت کرنے والے پیارے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نام پر گناہ کیا جارہا ہے۔

ضرورت ہے کہ ان برائیوں کو ختم کرنے کیلئے کسی ایک جماعت کی نہیں بلکہ ہر فرد کے تعاون اور محنتیں تیز سے تیز تر کی جائیں۔ سوسائٹی کے بڑے افراد خواہ علماء میں سے ہوں یا امراء میں سے نکاح کی ایسی تقریبات انجام دیں کہ جس میں کوئی گناہ کا کام نہ ہو اور ایسی تقریبات کو اخبار وغیرہ کے ذریعہ اشاعت اسلام کی نیت سے عام کیا جائے۔ آخری بات اور سب سے اہم بات یہ کہ مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی الندوی رحمۃ اللہ علیہ نے برسہابرس کے تجربہ اور جہاں دیدگی کے بعد کہا تھا: ’’اس ملک میں مسلمان بن کر رہنے کی آدھی ذمہ داری عورتوں پر ہے۔‘‘ لہٰذا خواتین امت محمدیہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے گذارش ہے کہ برائیوں کے ختم کرنے کے لئے اگر تم کمر کس لو تو پھر آنے والی نسل ہر حملہ شیطان سے محفوظ رہے گی۔

بقیہ : سگریٹ، تمباکو نوشی............

اس بدبودار نشے سے چھٹکارا پانے کیلئے درج ذیل وسائل آپ بروئے کار لا سکتے ہیں:

۱) صبح کی نماز کیلئے وضو کے فوراً بعد جتنا ہوسکے ٹھنڈا پانی ہر روز پیا کریں۔

۲) جب بھی نشہ کی تڑپ محسوس ہو اُس وقت ٹھنڈا پانی پی لیں۔

۳) نشہ کے عادی حضرات سے دُور رہیں، کسی قسم کا تال میل نہ رکھیں۔

۴) سوَنف اور کالی مرچ کے ساتھ کچھ شکر ملا کر جیب میں ساتھ رکھا کریں جوں ہی نشہ کا خیال آئے تو فوراً یہی چیزیں استعمال کریں اور سکون حاصل کریں۔

صرف چند دنوں تک صبر وتحمل کے ساتھ مذکورہ کام کرتے رہیں اللہ کے فضل وکرم سے اور اسکی مدد سے نجات حاصل ہوگی۔

دیوسر میں 6.3 میگاواٹ رسیونگ سٹیشن کا افتتاح

سرینگر// تکنیکی تعلیم اور بجلی کے وزیر مملکت وقار رسول وانی نے دیوسر کولگام میں 6.3 میگاواٹ صلاحیت والے رسیونگ سٹیشن کا افتتاح کیا۔ اس کی تعمیر پر 1.83 کروڑ روپے صَرف کئے گئے ہیں۔ اس موقع پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے وزیر موصوف نے کہا کہ ریاست میں بجلی پیدا کرنے کی زبردست صلاحیت موجود ہے اور اس صلاحیت کو بروئے کار لانے کیلئے ایک واضح حکمت عملی اختیار کی گئی ہے تاکہ ریاست بجلی کی کھپت میں خود کفیل بن سکے۔ انہوں نے کہا کہ ریاست میں بجلی کے بحران اور اقتصادی سرگرمیوں کو فروغ دینے کیلئے بجلی کی پیداوار کلیدی اہمیت کی حامل ہے۔ وزیر موصوف نے دیوسر گاؤں میں ایک عوامی اجتماع سے خطاب کیا اور اس موقع پر مقامی لوگوں کے مطالبات کا ذکر کرتے ہوئے وزیر موصوف نے کہا کہ ریاست میں بجلی کی پیداوار میں اضافہ کرنے کیلئے اس وقت مختلف محاذوں پر کام کیا جارہا ہے تاکہ جموں وکشمیر کے تمام علاقوں میں لوگوں کو بجلی کی سہولت فراہم ہوسکے۔

بقیہ : اداریہ...... صفحہ 3 سے آگے

ان خواتین کی محرومی، بے چینی، حسرت وافسوس کا اندازہ کیجئے جو آج سے تیس پینتس سال پہلے جب ہمت بحال تھی، عزم جواں تھا، اچھے مستقبل کی تلاش میں گھر سے نکل کھڑی ہوئی تھیں، آج ان کی عمر تیزی سے ڈھل رہی ہے، پہلے وہ ۱۲ر گھنٹے کام کرنے میں تکان محسوس نہیں کرتی تھیں، اب چند گھنٹوں میں ان کی قوت برداشت جوب دے دیتی ہے، اس وقت ان کو سُستانے اور آرام کی شدید ضرورت ہے، لیکن زندگی کے مسائل، ہائی اسٹیٹس اور اس پر مستزاد اقتصادی بحران۔ اب وہ ہمت ہار کر کسی سائبان کی تلاش میں پیچھے پلٹ کر دیکھتی ہیں تو محسوس ہوتا ہے کہ وہ تو اچھے مستقبل کی تلاش اور آزادیٔ نسواں کی دوڑ میں اتنا آگے نکل چکی ہیں کہ پیچھے سب کچھ برباد ہوچکا ہے، انہیں اپنی غلطی کا ادراک ہوتا ہے، اسلام کے نظام معاشرت، خاندان کی تشکیل، باہم محبت والفت اور عورتوں سے متعلق اسلامی تعلیمات میں وہ کشش محسوس کرتی ہیں اور پھر وہ یہ کہنے پر مجبور ہوجاتی ہیں کہ ’’ہم شمع محفل نہیں خاتونِ خانہ بننا چاہتے ہیں‘‘۔

شر سے مجتنب رہو، راہِ خیر اختیار کرو

حضرت قطبِ ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی۔ رحمۃ اللہ علیہ

’’اگرچہ خیر اور شر دونوں اس دنیا میں موجود ہیں اور انسان کے کردار اور عمل میں ان دونوں چیزوں کا ظہور ہوتا رہتا ہے لیکن متعدد آیات کلام اللہ کے پیش نظر تمام عوامل خیر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں اور تمام عوامل شر ابلیس اور نفسِ انسانی کے پیدا کردہ ہیں۔ پس خیر کو تو سراسر اللہ تعالیٰ کی جانب منسوب کیا جاسکتا ہے۔ شر نہ تو اس کی ذات میں ہے اور نہ اُس کی جانب سے ہے۔ بلکہ نفسِ امارہ کی پیدا کردہ شے ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ’’تمہیں جو بھی نیکی پہنچتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتی ہے اور تمہیں جو بھی بدی پہنچتی ہے وہ سراسر تمہارے اپنے نفس کی جانب سے ہے‘‘ پس میں تجھے تاکید کرتا ہوں کہ خیر یعنی توحید وتقویٰ کا راستہ اختیار کر اور شر یعنی شرک وفسق کا اصول اور اس کے عوامل چھوڑ دے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ’’میرے بندو! تم جنت میں اپنے اعمالِ صالح کے عوض داخل ہوجاؤ۔ سبحان اللہ! اُس کی کس قدر رحمت ورعایت ہے کہ اُس کے بندے نیک اعمال کے باعث بہشت کے مستحق قرار دیئے گئے، حالانکہ تمام نیک عمل بھی سراسر اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق ونُصرت سے ہیں‘‘۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جنت میں کوئی بھی شخص محض اپنے اعمال کے سبب داخل نہ ہوگا‘‘ اور حضور ﷺ سے دریافت کیا گیا: ’’یارسول اللہ! کیا آپ بھی نہیں‘‘ فرمایا ’’میں بھی نہیں، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتِ واسعہ مجھے ڈھانپ لے‘‘ یہ حدیث حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ پس میں تجھے شریعت کا احترام کرنے اور راہِ راست اختیار کرنے کی تاکید کرتا ہوں پھر جب تو احکامِ الٰہی تعمیل کرے گا اور دستور شریعت کا احترام کرے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے شر اور شر کے ذرائع سے محفوظ رکھے گا اور تجھ پر راہِ خیر روشن فرما کر شریعت کو تیرے لئے آسان کر دے گا اور تمام معاصی سے بچائے گا۔ فرمایا جو لوگ ہمیں سمجھنے اور پانے کیلئے جدوجہد کرتے ہیں تم اُن کے لئے صراط المستقیم کو روشن کر دیتے ہیں اور اُن کی رہنمائی کرتے ہیں‘‘ اسی بنا پر حضرت یوسفؑ کے متعلق فرمایا: ’’ہم نے حضرت یوسفؑ کو ہر قسم کی بدی اور فحش سے محفوظ رکھا کیونکہ وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے تھے‘‘ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: ’’اگر تم ایمان لاؤ اور شکر کرو تو اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت ہے کہ وہ تمہیں عذاب کرے‘‘

اس سے ظاہر ہے کہ مؤمن اور شاکر بندے دُنیا میں بھی مصائب اور آفات سے محفوظ رکھے جاتے ہیں اور عقبیٰ میں بھی ذلت وعذاب سے نجات پائے ہوئے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری زیادتی نعمت کا باعث ہے۔ فرمایا:

’’اگر تم شکر بجالاؤ گے تو ہم تمہیں زیادہ دیں گے‘‘

او بندہ مؤمن! جب تیرا نورِ ایمان آخرت میں نارِ دوزخ کو بھی بُجھائے گا تو وہ دنیا میں آفات وبلیات کی آگ کو کیوں نہ بُجھائے گا۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے جن محبوب وبرگزیدہ بندوں کو دنیا میں مصائب وآفات پیش آتے ہیں تو اس سے بھی اللہ تعالیٰ کا مقصود ہوتا ہے کہ اُن کے یقین (ایمان کو محکم کیا جائے اور مفاسد عقیدہ وعمل سے اُن کے قلب ودماغ کی تطہیر کی جائے اور ساتھ ہی ایسے ابتلاء سے اس پر توحید الٰہی، معرفتِ حق اور اسرارِ باطن کو واضح وبے نقاب کردیا جائے۔ یہ اس لئے کہ یہ قلبِ انسانی ایک ہی ہستی کی مستقل نشستِ ہے، اس میں دو ہستیاں قرار نہیں پاسکتیں اور جب اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسری ہستی کو دل میں جگہ دی جاتے تو یہی شرک ہے جو تمام اعتقادی اور عملی حباثت کی جڑ ہے۔ اس کے برعکس توحید انسان کے قلب اور تمام اعضاء وجوارح کو ہستی باری تعالیٰ کیلئے مخصوص کرتے ہوئے اُس کے سینے کو ہر قسم کی کدورتوں سے پاک کرتی ہے اور اطمنانِ کامل عطا کرتی ہے۔ جس شخص کی توحید جتنی زیادہ محکم وتوانا ہوگی۔ اُسی قدر اُسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا اور اُسی قدر وہ ذات وصفات الٰہی کے اسرار سے باخبر ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ’’میں اللہ تعالیٰ کو تم سب سے زیادہ پہچاننے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں‘‘۔ پس جو شخص اپنے خالق وپروردگار سے جتنا زیادہ قریب ہوگا وہ اُتنا ہی زیادہ اُس سے خوف وخشیت رکھتا ہوں اور اُس کے احکام کا مطیع ہوگا۔ قُربِ حق کا ایک بڑا اثر یہ بھی ہے کہ وہ بندہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا پورا پورا احترام کرے اور اُن کا ہردم شکر بجالائے گا۔ وہ غیر اللہ کی جانب التفات نہیں کرنے گا کیونکہ یہ اطاعتِ حق تعالیٰ میں صریح کوتاہی ہے۔

اسی حکمت کی بناء ازواجِ النبی ﷺ اور اصحاب نبی کو فسق وفحش سے بالکل محفوظ رکھا گیا۔ کیونکہ اُنہیں ایک ایسی مقدس اور متقی ہستی کا قرب حاصل تھا، جس کے زیر اثر فسق وفجور کا امکان ہی نہیں تھا۔ اس بناء پر اُس شخص کے روحانی وباطنی عروج وتفوق کا اندازہ کیا جائے جسے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہو۔ لیکن واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے بالا برتر ہے کہ اُسے مخلوقات سے کسی کے ساتھ تشبیہ دی جائے۔ وہ خود فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے مثالیں ہرگز نہ کیا کرو۔ اللہ کی مثل ومانند کوئی شئے نہیں ہے۔ پس توحید کا واضح تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ذات اور صفات دونوں میں یکتا اور بے مثل سمجھا جائے اور مخلوق سے کسی کو اُس کے ساتھ شریک نہ کیا جائے۔

www.khanqah.in

Vol. 14 No: 19 | 24 MAY 2013 | Friday

Printer,Publisher: Nizam-ud-din Qurashi
Associate Editor: Hafiz Mushtaq Ahmad Thakur
Postal Adress: Post Box No. 1390 G.P.O Srinager
Sub Office: Khandipora Katrasoo Kulgam Kashmir-192232
Phone No: 01931-212198
Mobile: 09906546004
Branch Office: Srinagar Ph: 2481821

Widely Circulated Weekly News Paper
MUBALLIG
Kashmir

Decl. No: DMS/PUB/627-31/99
R.N.I. No: JKURD/2000/4470
Postal Regd. No: SK/123/2012-2014
Posting Date: 25-05-2013
Printed at: Khidmat Offset Press Srinager
e-mail: muballigmushtaq@gmail.com
muballig_mushtaq@yahoo.com.in

نکاح ایک عبادت ہے

مفتی مقبول احمد مفتاحی

اللہ تعالیٰ نے انسان کی جسمانی وروحانی ہر ضرورت کی تکمیل فرمائی ہے، یہ سیاروں کی گردش، دن ورات کی تبدیلی، بادلوں کی بارانی، سورج کی روشنی، چاند کی ٹھنڈک، جنگلوں کی کثافت، نیل گوں سمندروں کا پھیلاؤ، زمین کا قرار، چوپایوں کا وجود، ہواؤں کی روانی، پانی کی راحت، غرض ہر ایک چیز اللہ وحدہٗ لاشریک نے صرف اور صرف انسانوں کی جسمانی راحت اور جسمانی ضرورتوں کی تکمیل کیلئے پیدا کی ہیں۔ ’’ان الدنیا خلقت لکم وانکم خلقتم للآخرۃ‘‘۔

اسی طرح انبیاء ورُسل کی آمد، وحی خداونی کا نزول، پاکیزہ اخلاق کی تعلیم، برائیوں کی خباثت، اولیاء اللہ کا وجود، ان کی شب بیداری، عقل وفہم تدبّر وذکا کی بخشش، دینی مدارس، دینی تحریکیں، رجال اللہ وغیرہ یہ سب انسان کی روحانی ضرورتوں کی تکمیل کیلئے ہیں۔

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے ایک اہم تخلیق کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ’’خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیہا‘‘ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت وحکمت کی چشم کشا ایک نشانی ایک یہ بھی ہے کہ اس نے مردوں کی ذات سے ہی ان کے جوڑے پیدا کئے صرف اسلئے کہ مرد اُن سے روحانی، جسمانی، ذہنی ہر طرح کا سکون حاصل کرسکیں۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کی عظیم حکمت ہے کہ اس نے خلقت کون ومکان اور خلقت انس وجان کے ساتھ انسانوں میں مرد وعورت کی تقسیم فرمائی اگر یہ تقسیم جنس انسانی نہ ہوتی جنات یا حیوانوں میں سے ہوتی تو ایک زبردست فساد اور نہ ختم ہونے والی خانہ جنگی پیدا ہوجاتی، یہ اللہ کا کرم یہ کرم ہے کہ اس حکیم نے حکمت سے بھرپور فیصلہ فرمایا۔

اس جوڑے کی ضرورت سے اَز آدم تا ایں دَم کوئی بھی انسان نہ انکار کرسکا اور نہ کرسکتا ہے، مذہب اسلام نے اس کی جس انداز میں تشریح وتنقید کی ہے دُنیا کا کوئی مذہب اس کی برابری تو کیا قریب بھی نہ پہنچ سکا۔ یہ اسلام ہی کا امتیاز ہے کہ اس نے ہر مرحلہ پر انسان کی بہترین رہنمائی کی ہے اس کے برخلاف دیگر مذاہب میں کھلی چھوٹ اتنی دیدی گئی ہے کہ جنس نازک کی رفعتیں خاک میں مل گئیں اور وہ صرف ہوس مٹانے کا آلہ بن کر رہ گئی اور بس......!!!

انسان کی جہاں دیگر ضروریات ہیں وہیں ایک طبعی ضرورت فطری خواہش کی تکمیل بھی ہے، یہ اسلام کے نزدیک ممنوع بھی نہیں ہے، اور نہ ہی مذموم ہے اسلام نے کسی بھی ضرورت سے چشم پوشی نہیں کی البتہ ضرورت کے پورا کرنے کے بہترین طریقے رائج کئے انسان کی اسی ضرورت کی تکمیل کیلئے ایک طریقہ سکھایا، جس کو اسلام نکاح کا نام دیتا ہے۔ نکاح کا مقصد کیا ہے، قرآنی آیت سے صاف واضح ہے۔ ’’لتسکنوا الیہا‘‘ روحانی تسکین، جسمانی راحت، ذہنی سکون، ملکی وقومی واخلاقی اقدار کی لاثانی حفاظت اس کے مقاصد ہیں۔

ان مقاصد میں سے کسی ایک پر اکتفا کرکے کسی اور طریقہ سے بھی وقتی طور پر مقصد کا حصل اگرچہ ممکن ہے مگر روحانی تسکین اس طریقہ کے بغیر ممکن نہیں اگر ایسا ممکن ہوتا تو انبیاء اس کی ضرور تعلیم دیتے مگر کوئی نبی بھی نکاح سے خالی ہاتھ نہیں رہے، ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ارشادات پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے نکاح کی ترغیب دی اور فقہاء کرام نے انہی ارشادات کو سامنے رکھ کر یہ مسئلہ بیان کیا کہ نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے اگر مرد کو اپنے نفس پر قابو پانا مشکل ہوجائے تو پھر نکاح واجب اور ضروری ہوجاتا ہے۔ اگر کوئی نان ونفقہ ادا کرنے کا متحمل نہیں ہے تو اس کو مسلسل روزے رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے، وجہ اس کی ظاہر ہے کہ نکاح آدمی کو بدنگاہی، بدکاری اور بہت سی برائیوں سے روکتا ہے، اگر کوئی شخص نفس کے تقاضہ اور ہیجان کے بعد بھی اس طریقہ اسلام (نکاح) کو نہیں اپناتا عین ممکن ہے کہ وہ گناہ میں مبتلا ہوجائے اگر اس میں مبتلا نہ ہوا تو مشاہدہ ہے کہ بدنگاہی کے گناہ میں ضرور ملوث ہوجاتا ہے۔ (اِلَّا ماشآء اللہ)۔

لہٰذا یہ عمل نکاح چونکہ سنت نبوی بھی ہے اور برائیوں سے روکنے والا بھی۔ اسلئے یہ عظیم الشان عبادت ہے، خیال رہے کہ ہر عبادت کا مقصد خوشنودی ربّ اور تعمیل حکم ربّانی ہوتا ہے، اس میں کسی قسم کی کمی بیشی ثواب سے محرومی اور گناہ کا سبب ہوتی ہے۔ لیکن آج کل اس عبادت سے متعلق معاشرہ میں جو برائیاں اور رسومات عام ہوچکی ہیں اس کو دیکھ کر حسرت بھری صدا نکلتی ہے کہ ؎

اے بسرا پردۂ یثرب بخواب
کہ شد مشرق و مغرب خراب

(مدینہ کی سرزمین پر آرام پانے والے! ذرا اُٹھئے کہ مشرق ومغرب میں بگاڑ آچکا ہے)۔

ہر دِن ایک نئے رسم ورواج کی آمد سے حال یہ ہوگیا ہے کہ داعیانِ حق بھی مارے مایوسی کہ خلوت نشینی کو پسند کرنے لگے ہیں، گویا ان رسوم کا چلن اتنا عام ہوچکا ہے کہ اس کے جلد ختم ہونے کی کوئی اُمید نظر نہیں آرہی ہے، لیکن اس کے باوجود بھی اسلام کی تعلیم عام کرنا اور برائیوں کو روکنا ضروری ہے چنانچہ ہم کو چاہیے کہ ہر عبادت کو اس کے سلیقہ کے ساتھ ادا کیا جائے۔ اللہ کے نبی نے جہاں ہر عبادت کا سلیقہ سکھایا ہے وہیں اس عبادت کا طریقہ بھی سکھایا ہے۔

پہلا مرحلہ نکاح کے سلسلہ میں جو پیش آتا ہے وہ عمر کا ہے، نکاح کے صحیح ہونے کیلئے تو عمر کی کوئی قید نہیں، نابالغ کا نکاح اگر ولی کرادے تو وہ بھی منعقد ہوجائے گا لیکن معاشرہ میں عام طور پر بلوغ کے بعد نکاح کئے جاتے ہیں۔ عمر کے سلسلہ میں شریعت نے کہاں تک چھوٹ دی ہے؟ اس سلسلہ میں حاصل یہ ہے کہ جب نفس پر کنٹرول ختم ہونے لگے تو نکاح کرلینا چاہیے کسی رسم ورواج پر عمل کرتے ہوئے بلوغ کے بعد کی عمر کو بھی کم سمجھنا شریعت کی نظر میں جہالت ہے۔

نکاح میں اگر والدین کی طرف سے ممانعت ہوتی ہے تو والدین خوب غور سے سن لیں کہ اولاد سے جو بھی گناہ نکاح نہ ہونے کے سبب وجود میں آتا ہے تو والدین بھی اس گناہ میں شریک رہیں گے۔ بھوک اور پیاس جیسے ایک فطری ضروت ہے نکاح بھی ایسے ہی ایک فطری ضرورت ہے، بڑے افسوس کی بات ہے کہ سب کچھ اَسباب وسہولتیں میسر رکھتے ہوئے بھی والدین لڑکوں اور لڑکیوں کی صرف نام ونمود کیلئے نکاح نہیں کرتے، یہی وجہ ہے کہ بقولِ اکبر الٰہ آبادی مرحوم کہ ؏

’’پہلے رخصتی پھر شادیاں ہوں گی‘‘

کے منظر روز بروز سامنے آرہے ہیں۔

دوسرا مرحلہ نکاح کے بارے میں لڑکی اور لڑکا کا تلاش کرنا ہوتا ہے اس سلسلہ میں جو کوتاہیاں ہورہی ہیں وہی اُمت مسلمہ کی پریشانیوں اور مصیبتوں کے اَسباب میں سے ایک اہم سبب ہے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے ’’جب تمہارے پاس کسی ایسے لڑکے یا لڑکی کا پیغام آئے جس کے دین واخلاق سے تم مطمئن ہو تو اس سے اپنے لڑکے یا لڑکی کا نکاح کردو اور اگر نہیں کروگے تو خبردار! دُنیا میں ایک عالمگیر فساد رونما ہوگا‘‘۔ (ترمذی شریف: ۱۰۰۴، عن ابی ہریرہؓ) اس حدیث پاک کو پڑھنے کے بعد اہل ایمان کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی یہ وعید کلیجہ پھاڑ دیتی ہے۔

اور ایک ارشاد مبارک جناب محمد عربی صلّی اللہ علیہ وسلّم کا سنئے: ’’عورت سے نکاح چار بنیادوں پر کیا جاتا ہے ایک مال ومنال کی بنیاد پر دوسرے حسب ونسب کی بنیاد پر تیسرے حسن وجمال کی بنیاد پر اور چوتھے دین کی بنیاد پر، لہٰذا تم دِین کو ترجیح دینا تم کو اسی میں کامیابی ملے گا‘‘۔ (بخاری: ۴۷۰۰) ان دو حدیثوں کو سامنے رکھ کر اپنے معاشرہ کا جائزہ لیں تو پتہ چلتا ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جس اَمر کو ترجیح دی تھی آج وہی پس پُشت ڈال دیا گیا ہے، کیا عوام کیا خواص سب اسی غفلت وگمراہی میں مبتلا نظر آتے ہیں، لڑکی کو پسند کرنے کے سلسلہ میں خواتین کا جو طرزِ عمل ہے اس سے مارے شرم کے نگاہیں جھک جاتی ہیں، لڑکی کی جانچ معاذ اللہ اس حد کے قریب پہنچ گئی ہے جیسے یورپ کے وحشی مقابلہ حسن میں عالمی حسینہ کا انتخاب ہورہا ہے، لڑکا اگر کسی رشتہ سے راضی ہو بھی جائے تو خواتین کا طرزِ عمل یہ ہوتا ہے کہ نکاح میں شرکت نہ کرنے اور کسی طریقہ کا ساتھ نہ دینے حد یہ ہے کہ اپنے گھر سے بائیکاٹ کرنے کی لڑکے کو دھمکی دی جاتی ہے، اور لڑکی کو بیاہنے کے سلسلے میں والدین لڑکا تلاش کرتے کرتے لڑکی کی عمر میں اضافہ کی پرواہ نہیں کرتے، لڑکی حافظہ، عالمہ ہے مگر اس کا شوہر داڑھی کٹا چاہیے، دولت مند اور خوب کمانے والا چاہیے، خواہ وہ سودی کاروبار کرکے کمائے یا جھوٹ بول کر کمائے۔

تیسرا مرحلہ رشتہ طے کرنے کے بعد کا ہوتا ہے اس مرحلہ پر آدمی ہر خواہش وتمنا کی تکمیل کیلئے پرعزم ہوجاتا ہے، رشتہ طے کرتے وقت ہی سے رسومات وخرافات کا جو سلسلہ شروع ہوتا ہے تو پانچویں جمعہ گی تک ختم نہیں ہوتی ان رسومات کی برائی تو بالکل عیاں ہے، البتہ بعض وہ کام جن کی قباحت دلوں سے ختم ہوتی جارہی ہے، وہ یہ ہے کہ تقریبِ نکاح میں صرف اور صرف اپنی ناک اونچی رکھنے کیلئے یا پھر دنیاداروں کے طعن سے ڈر کر دولت جیسی اللہ کی دی ہوئی نعمت کا بے جا اسراف کیا جاتا ہے، جو اللہ تعالیٰ سے کھلی بغاوت کرنا ہے، اللہ کے نبی کا ارشاد ہے: ’’سب سے زیادہ برکت والا نکاح وہ ہے جس میں کم سے کم خرچہ ہو‘‘ کھانے میں حد سے زیادہ تنوعات، اسٹیج وغیرہ کی آرائش کیلئے ہزاروں روپیہ کا اسراف، فوٹو گرافی، ویڈیوگرافی (خواہ موبائل کیمروں کے ذریعہ ہی کیوں نہ ہو) موسیقی کی محفلیں، تقریب نکاح سے قبل مہندی کی رسم، رشتہ داروں کیلئے نیوتے (کپڑوں) کا ایسا اہتمام کہ اس کیلئے روپئے نہ بھی ہوں تو قرض سے پورا